Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
**ISSN:** 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
**Published by**: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 04, Issue 01, January - June 2025, PP: 61-98
**DOI:** https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2427
**Open Access at**: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

# سورہ النور کی آیت ﴿ ولا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ کی تعبیرات: صحابہ سے معاصر علماء تک حجاب کی شرعی حدود کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

***Interpretations of the Verse of Surah Al-Nur ('Lā yubdīna zīnatahunna illā mā ẓahara minhā'): Research and Analytical Study of*** Shariah *Boundaries of* Hijab *from the Companions to Contemporary Scholars*

***Dr. Zobia Parveen***
*Lecturer, Department of Islamic Studies, Virtual University of Pakistan*
*zobia@vu.edu.pk*

***Dr. Hafiz Abdul Basit Khan***
*Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre , University of the Punjab, Lahore*
*basit.szic@pu.edu.pk*

## Abstract

*This paper presents a research-based and comparative analysis of legal boundaries of* Hijab *under the Surah Al-Nur, verse 30:* ﴿ ولا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾. *The primary objective of the study is to explore how scholars across different periods have interpreted this verse. The central research question addressed is*"What interpretive and juristic trends regarding this verse emerged from the time of the Companions to contemporary scholars, and which interpretation has been predominantly accepted by the majority?" *To answer this, the views of forty esteemed scholars—ranging from the Companions, Successors, and classical exegetes to modern commentators—have been compiled in chronological order. These include: Hazrat Āishah, Ibn ʿAbbās, Ibn Masʿūd, Ibn Jubayr, Nakhaʿī, Ḍaḥḥāk, Ḥasan, ʿAṭāʾ, Awzāʿī, Ibn Jurayj, Ṭabarī, Rāzī, Ibn Aṭiyyah, Abū Ḥayyān, Ibn Qudāmah, Qurṭubī, Bayḍāwī, Ibn-e-Jawzī, Ibn Kathīr, Mazharī, Ālūsī, Muṣṭafā Marāghī, Mawdūdī, Pīr Karam Shāh, Mufti Shafīʿ, Amīn Aḥsan Iṣlāḥī, Ashraf Thānawī, and Idrīs Kāndhlawī etc. The research identifies*

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

INTERNET ARCHIVE
DRJI

*two major trends, one group understands* "illā mā ẓahara minhā" *as referring only to visible clothing like garments or outer cloak, while the other group allows for the face and hands to be exposed, provided there is no fear of temptation. According to the majority of jurists, the face and hands are not legally considered parts of the body that must be covered. Although other verses and hadiths also support the obligation of covering the face, this paper focuses solely on the mentioned verse for thematic focus and brevity. In today's morally challenging environment, the importance of facial covering becomes even more pronounced in light of modesty, precaution, and blocking the means (sadd al-dharāʾiʿ). This study presents a balanced exegetical and juristic perspective, aiming to provide scholarly guidance on the legal boundaries of hijab in the contemporary context.*
**Key words:** *Legal boundaries,* Hijab*, Companions, Successors, Classical exegetes, Contemporary scholars, Face and Hands.*

## 1 تمہید

اسلامی معاشرتی نظام میں عورت کی عزت، وقار اور تحفظ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، جس کی عملی صورت حجاب کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی سورہ النور کی آیت ﴿لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾[1] "وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جائے"، عورت کی زینت کو ظاہر کرنے اور چھپانے اور پردے کی بنیادی آیت ہے، جس میں عورتوں کو اپنی زینت چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس آیت میں مذکور ﴿ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر مختلف مفسرین نے اپنے علمی فہم، روایتی پس منظر اور فقہی اصولوں کی روشنی میں کی ہے، لہٰذا اس پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور ائمہ مجتہدین نے ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے کیا مراد لیا ہے۔

صحابہ کرامؓ، تابعین، ائمہ مجتہدین، متقدمین مفسرین اور معاصر اسلامی مفکرین نے اس آیت کے مفہوم اور دائرہ کار پر متنوع آراء پیش کی ہیں جن میں چہرے اور ہاتھوں کے پردے کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ مقالہ انہی تفسیری و فقہی آراء کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ ہے، جس میں اس آیت کی تعبیرات کو عہدِ صحابہ سے لے کر عصرِ حاضر تک کے مفسرین وفقہاء کے اقوال کی روشنی میں ترتیب وار پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ آیتِ مذکورہ کی تفسیری تعبیرات کو عہدِ صحابہ سے معاصر علماء تک مفسرین وفقہاء کے اقوال کو زمانی ترتیب سے مرتب کیا جائے اور ان تفاسیر کا تحقیقی و تقابلی جائزہ لیا جائے تاکہ ایک جامع فہم اور علمی توازن کے ساتھ مسئلہ حجاب کی شرعی حدود کو واضح کیا جا سکے۔ اس کا مقصد نہ صرف آیت کے مفہوم کو مختلف علمی زاویوں سے سمجھنا ہے بلکہ یہ بھی جاننا ہے

کہ مختلف ادوار کے علماء نے اس کے شرعی اطلاقات کیسے متعین کیے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک اگرچہ چہرے اور ہاتھوں کا پردہ عمومی طور پر واجب نہیں، تاہم فتنے کے اندیشے یا مخصوص ضرورتوں (جیسے علاج، گواہی، لین دین) کے سیاق میں احکام میں فرق آتا ہے۔ بعض نے اسے چہرے اور ہاتھوں کے استثناء پر محمول کیا، جبکہ بعض نے اسے صرف مجبوری کی حالت میں بے اختیار ظاہر ہونے والی زینت قرار دیا۔ اس تحقیق کے دوران تاریخی تفاسیر، فقہی مکاتبِ فکر، معاصر اجتہادی آراء اور عورت کی شرعی حیثیت کو پردے کے حوالے سے ایک جامع علمی زاویے سے دیکھا گیا ہے تاکہ عصرِ حاضر کے مسلم معاشرے کو ایک متوازن، مدلل اور راہنمائی پر مبنی تعبیر فراہم کی جاسکے۔

اس آیت کریمہ میں مردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کے ساتھ یہ حکم بھی ہے وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جائے۔

زینت دو طرح کی ہے ایک وہ جو چھپی ہوئی ہوتی ہے اور دوسری زینت وہ ہے جو ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالی سورہ النور میں فرماتے ہیں:

**لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا**[2]

"وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جائے"۔

چہرے کے پردے کے بارے میں صحابہ، تابعین، مفسرین اور فقہاء میں اختلاف اس استثنائی جملہ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی وجہ سے پیدا ہوا۔ اس کی تفسیر میں مختلف صحابہ، تابعین اور علماء سے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ الا ما ظهر منها میں جس زینت کو دکھانے کی عورت کو اجازت دی گئی ہے، وہ چادر یا ظاہری کپڑے ہیں۔ جبکہ بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ ہیں اور بعض کے نزدیک پاؤں بھی اس میں شامل ہیں۔

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں دونوں فریقوں کی اختلافی آراء درج ذیل ہیں۔

ذیل میں میں زمانی ترتیب کے اعتبار سے علماء کی آراء پیش کیا جارہا ہے تاکہ حجاب کے فقہی دائرہ کار، عرفی اثرات اور اجتہادی وسعتوں کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے اور عصرِ حاضر کے مسلم معاشرے کو ایک متوازن، مدلل اور راہنمائی پر مبنی تعبیر فراہم کی جاسکے۔

### 1. حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ (م ۳۲ھ) کا مؤقف

امام طبری نے اس آیت کی تفسیر کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مختلف اقوال پیش کیئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

- عن ابن مسعود ، قال: الزينة زينتان: فالظاهرة منها الثياب، وما خفي: الخَلْخَالان والقرطان

والسواران[3]۔

- عن عبدالله : قال ﴿ ولا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: الثياب[4]۔
- عن ابن مسعود ﴿الا ما ظهر منها﴾ قال: هو الرداء[5]۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ زینت دو طرح کی ہے جو ظاہر ہے وہ کپڑے ہیں اور جو چھپی ہوئی ہے وہ پازیب بالیاں اور کنگن ہیں اور ﴿الا ما ظهر منها﴾ سے مراد کپڑے یا چادر ہے۔

**2. حضرت عائشہؓ (م۵۸ھ) کا موقف**

حضرت عائشہؓ کے نزدیک ﴿ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے۔ تفسیر مجاہد میں حضرت عائشہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے :

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ: ﴿ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قَالَتْ: " مَا ظَهَرَ مِنْهَا: الْوَجْهَ وَالْكَفَّيْنِ[6]۔

امام طبری بھی آپ کی یہ روایت پیش کرتے ہیں :

"وقالت عائشة :القُلْبُ والفتخة، قالت عائشة :دَخَلَتْ عليّ ابنة أخي لأمي عبد الله بن الطفيل مُزَيَّنَةً، فدخل النبيّ صلى الله عليه وسلم، فأعرض، فقالت عائشة :يا رسول الله إنها ابنة أخي وجارية، فقال" :إذا عركت المرأة لم يحلّ لها أن تظهر إلا وجهها، وإلا ما دون هذا"، وقبض على ذراع نفسه، فترك بين قبضته وبين الكفّ مثل قبضة أخرى. وأشار به أبو عليّ."[7]

حضرت عائشہؓ نے کہا اس سے مراد کنگن اور چھلا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری ماں کے بھتیجے عبد اللہ بن طفیل کی بیٹی زینت کی حالت میں آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور رخ پھیر لیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ تو میری بھتیجی ہے اور کم سن لڑکی ہے آپؐ نے فرمایا جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ ظاہر کرے مگر اپنا چہرہ اور اس سے نیچے جو ہے اور آپ نے اپنے بازو پر قبضہ کیا اور اپنی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان ایک مٹھی کے برابر چھوڑا اور ابو علی نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

**3. حضرت عبداللہ بن عباس (م۶۸ھ) کا موقف**

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس سے مراد چہرہ، ہتھیلی، سرمہ، انگوٹھی اور رخسار کو لیا ہے۔ آپؓ سے روایت ہے :

- "عن ابن عباس : ﴿ ولا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: الكحل والخاتم"[8]۔
- "عن ابن عباس، قال: الظاهر منها: الكحل والخدان"[9]۔

ان دونوں روایات میں صراحتاً چہرے کا لفظ نہیں آیا مگر امام طبری نے حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک اور روایت پیش کی ہے جس میں واضح طور پر چہرے کا لفظ بیان ہوا ہے۔

"عن ابن عباس، قوله ﴿و لا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: والزينة الظاهرة: الوجه، وكحل العين، وخضاب الكفّ، والخاتم، فهذه تظهر في بيتها لمن دخل من الناس عليها".[10]۔

ظاہر زینت چہرہ آنکھ کا سرمہ ہتھیلی پر مہندی اور انگوٹھی ہے یہ وہ چیزیں ہیں جو وہ اپنے گھر میں ان لوگوں کے سامنے ظاہر کرے گی جو اس کے گھر میں داخل ہوں۔

ان روایات میں ظاہری زینت کی وہ مثالیں بیان کی گئی ہیں جو عمومی طور پر عورت کے چہرے یا ہاتھوں پر ہوتی ہیں۔ نیز اس روایت میں "فهذه تظهر في بيتها لمن دخل من الناس عليها" کے الفاظ سے ایک اور اہم نکتہ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ یہ زینت صرف ان افراد کے سامنے ظاہر کی جاسکتی ہے جو گھر میں داخل ہوں۔ گھر میں عموماً محرم داخل ہوتے ہیں۔ پس عورت اپنا چہرہ اور ہاتھ ظاہر کر سکتی ہے مگر صرف اپنے گھر میں داخل ہونے والوں لوگوں یعنی محرم مرد، خواتین، خادم یا غلام وغیرہ کے لیے۔اس کی تفصیل سورۃ النور کی اس آیت ﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُوْلِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُواْ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ لا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾[11] میں بھی بیان کی گئی ہے۔پس عورت کو چاہئے کہ وہ گھر کے باہر یا اجنبیوں کے سامنے یہ زینت نہ دکھائے چہرہ، آنکھوں کا سرمہ، ہتھیلی پر مہندی اور انگوٹھی وہ ظاہری زینتیں ہیں جو عادتاً گھر کے اند محرموں کے سامنے یا ضرورتاً ظاہر کی جاسکتی ہیں۔

### 4. سعید بن جبیر (م۹۵ھ) کا مؤقف

سعید بن جبیر کے نزدیک اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے۔

"عن سعيد بن جُبير، في قوله: ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ ۔ قال: الوجه والكفّ"[12]۔

### 5. ابراہیم النخعی (م۹۶ھ) کا مؤقف

تابعی ابراہیم بن یزید النخعی کے نزدیک بھی اس سے مراد کپڑے ہیں۔

"عن ابراهيم، فی قوله: ﴿ ولا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾: قال: الثياب"[13]۔

### 6. مجاہد بن جبر (م۱۰۴ھ) کا مؤقف

"وقال مجاهد قوله: (إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا) قال: الكحل والخضاب والخاتم."[14]۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں مجاہد کی ایک روایت پیش کی ہے جس میں الثیاب کا اضافہ ہے۔آپ لکھتے ہیں:

"عَنْ مُجَاهِدٍ: وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا قَالَ: الثِّيَابَ وَالْخِضَابَ وَالْخَاتَمَ وَالْكُحْلَ".[15]۔

### 7. الضحاک بن مزاحم الہلالی (م۱۰۵ھ)[16] کا مؤقف

"عن الضحاك في قول:﴿ وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ قال الكفّ والوجه"[17]۔

ضحاک نے اس آیت کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد ہتھیلی اور چہرہ ہے۔

### 8. عامر بن شعبی (م۱۰۹ھ) کا مؤقف

عامر نے اس آیت کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد سرمہ مہندی اور کپڑے ہیں۔

"عن عامر: ﴿إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال الكحل، والخضاب، والثياب".[18]۔

### 9. حسن البصری (م۱۱۰ھ) کا مؤقف

حسن البصری کے نزدیک بھی اس سے مراد کپڑے ہیں۔

"عن الحسن، في قوله ﴿الا ما ظهر منها﴾ قال: الثياب.[19]۔

"عن الحسن، في قوله: (وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا) قال: الوجه والثياب"[20]۔

### 10. عطاء بن ابی رباح (م۱۱۴ھ) کا مؤقف

عطاء بن ابی رباح نے اس آیت کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد دونوں ہتھیلیاں اور چہرہ ہے۔

"عن عطاء في قول الله ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ ۔ قال: الكفان والوجه"[21]۔

### 11. قتادہ بن دعامہ (م۱۱۷ھ) کا مؤقف

قتادہ بن دعامہ کے نزدیک اس سے مراد سرمہ، دونوں کنگن، انگوٹھی اور ہاتھ ہے۔امام طبریؒ نے امام قتادہ سے مروی تین روایات بیان کی ہیں جن میں انہی اشیاء کو بیان کیا گیا ہے۔آپ لکھتے ہیں :

"عن قَتادة قال :الكحل، والسوران، والخاتم[22]۔عن قَتادة : ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: المسكتان والخاتم والكحل، قال قَتادة :وبلغني أن النبيّ صلى الله عليه وسلم قال" :لا يحِلُّ لامْرأةٍ تُؤْمِنُ بالله واليَوْمِ الآخِرِ، أنْ تخْرجَ يَدَها إلا إلى هاهنا ."وقبض نصف الذراع"[23].

قتادہ بن دعامہ سے مروی پہلی دونوں روایات میں اس سے مراد سرمہ، دونوں کنگن اور انگوٹھی ہے۔ قتادہ سے ایک اور روایت ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ ظاہر کرے مگر یہاں تک اور آپ نے آدھی کہنی تک اشارہ کیا۔

### 12. امام ابن شہاب زہری (م۱۲۴ھ) کا مؤقف

امام زہری نے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ کی تفسیر میں فرمایا:

"عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ} [النور:۳۱], قَالَ: يُرَى الشَّيْءُ مِنْ دُونِ الْخِمَارِ, فَأَمَّا أَنْ تَسْلُخَهُ فَلَا"[24]۔

خمار (اوڑھنی) کے نیچے سے کوئی چیز (زینت کا کچھ حصہ) نظر آ جائے تو اس میں حرج نہیں، لیکن عورت کو اوڑھنی کو بالکل اتار دینا اور زینت کو ظاہر کر دینا جائز نہیں۔

امام زہری کی ایک روایت کو امام ابن ابی حاتم نے بھی بیان کیا ہے۔

"قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَ: لَا يَبْدُو لِهَؤُلَاءِ الَّذِينَ سَمَّى اللَّهُ مَنْ لَا يَحِلُّ لَهُ إِلا الأَسْوِرَةُ وَالأَخْمِرَةُ وَالأَقْرِطَةُ، مِنْ غَيْرِ حَسْرٍ، وَأَمَّا عَامَّةُ النَّاسِ فَلا يَبْدُو مِنْهَا إِلا الْخَوَاتِمُ".[25]۔

ابن شہاب (زہری) نے کہا: ان (محارم) کے سامنے جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، عورت صرف کنگن، اوڑھنی اور کان کی بالیاں ظاہر کر سکتی ہے، اور وہ بھی اس طرح کہ کوئی کپڑا ہٹائے بغیر (یعنی پردہ میں رہتے ہوئے)۔

تفسیر ابن کثیر میں بھی امام زہری سے مروی ایک روایت بیان کی گئی ہے:

"عن الزهري ﴿إلاّ ما ظَهَرَ مِنْها﴾ الخاتم والخلخال. ويحتمل أن ابن عباس ومن تابعه أرادوا تفسير ما ظهر منها بالوجه والكفين وهذا هو المشهور عند الجمهور"[26]۔

اور امام مالک نے امام زہری سے روایت کیا کہ ﴿إلاّ ما ظَهَرَ مِنْها﴾ سے مراد انگوٹھی اور پازیب ہیں۔ اور یہ احتمال ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اور ان کے متبعین نے اس کی تفسیر چہرے اور ہاتھوں سے کی، اور یہی جمہور علما کے نزدیک مشہور ہے۔

زہری رحمہ اللہ کے اقوال عورت کی زینت کے ظاہر کرنے میں احتیاط اور پردے کی سختی پر زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک عورت کو غیر محرموں کے سامنے اپنی زینت کو چھپانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے اور صرف وہی حصہ یا زینت اضطراری طور پر یا معمول کے مطابق ظاہر ہو سکتی ہے جو چھپانا ممکن نہ ہو، جیسے انگوٹھی۔ محارم کے سامنے بھی زینت کے ظاہر کرنے میں حدود کا لحاظ ضروری ہے اور کوئی کپڑا ہٹا کر زینت دکھانا جائز نہیں۔

### 13. ابن جریج (م۱۵۰ھ) کا مؤقف

"قال ابن جريج: الوجه و الكحل والخاتم والخضاب والسوار"[27]۔

ابن جریج نے کہا: چہرہ، سرمہ، انگوٹھی، خضاب (رنگ) اور چوڑی۔

### 14. عبدالرحمٰن بن عمرو الأوزاعی (م ۱۵۷ھ) کا موقف

"قال :سئل الأوزاعي عن ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: الكفين والوجه"[28]۔

اوزاعی سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں کہا دونوں ہتھیلیاں اور چہرہ۔

### 15. عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم (م ۱۸۲ھ) کا موقف

"قال ابن زيد، في قوله: (وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا) من الزينة: الكحل، والخضاب، والخاتم"[29]۔

ابن زیدؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: زینت میں سرمہ، مہندی اور انگوٹھی شامل ہیں۔

### 16. امام شافعی (م ۲۰۴ھ) کا موقف

زواجر میں ابن حجر مکّی شافعی نے امام شافعی کا بھی یہی مذہب نقل کیا ہے کہ اگرچہ عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں ستر عورت کے فرض میں داخل نہیں اور ان کو کھول کر بھی نماز ہو جاتی ہے، مگر غیر محرم مردوں کو ان کا دیکھنا بلاضرورتِ شرعیہ جائز نہیں[30]۔

### 17. امام طبریؒ (م ۳۱۰ھ) کا موقف

ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال پیش کرنے کے بعد اپنی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وأولى الأقوال في ذلك بالصواب: قول من قال: عنى بذلك: الوجه والكفان، يدخل في ذلك إذا كان كذلك: الكحل، والخاتم، والسوار، والخضاب. وإنما قلنا ذلك أولى الأقوال في ذلك بالتأويل؛ لإجماع الجميع على أن على كلّ مصل أن يستر عورته في صلاته، وأن للمرأة أن تكشف وجهها وكفيها في صلاتها، وأن عليها أن تستر ما عدا ذلك من بدنها، إلا ما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه أباح لها أن تبديه من ذراعها إلى قدر النصف. فإذا كان ذلك من جميعهم إجماعا، كان معلوما بذلك أن لها أن تبدي من بدنها ما لم يكن عورة، كما ذلك للرجال; لأن ما لم يكن عورة فغير حرام إظهاره؛ وإذا كان لها إظهار ذلك، كان معلوما أنه مما استثناه الله تعالى ذكره، بقوله: (إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا) لأن كل ذلك ظاهر منها"[31]۔

اس سلسلہ میں صحیح ترین قول اس قائل کا ہے جو الا ما ظھر منھا سے چہرہ اور ہتھیلیاں مراد لیتا ہے۔ اسی طرح اس میں سرمہ، انگوٹھی، کنگن اور خضاب (مہندی) بھی شامل ہے۔اور ہم نے اس قول کو سب سے زیادہ درست اس لیے کہا کہ سب کا اس پر اجماع ہے کہ ہر نمازی پر لازم ہے کہ نماز میں اپنا ستر چھپائے۔ اور عورت کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ نماز میں اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کھلا رکھے اور اس پر لازم ہے کہ اس کے علاوہ باقی سارا جسم چھپائے، سوائے اس کے جو نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اسے اجازت دی کہ وہ اپنے بازو کا نصف حصہ ظاہر کر سکتی ہے۔ پس جب اس پر سب کا اجماع ہے تو یہ بات معلوم ہو گئی کہ عورت کے لیے بدن کے اس حصے کو ظاہر کرنا جائز ہے جو ستر میں شامل نہیں جیسا کہ مردوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے کیونکہ جو ستر نہیں اسے کھلا رکھنا حرام نہیں۔ اور جب اس کا ظاہر کرنا جائز ہے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ یہی وہ حصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان الاما ظھر منھا میں مستثنیٰ فرمایا ہے کیونکہ یہ سب اس کے بدن کے ظاہر حصے میں شامل ہیں۔

امام طبریؒ نے یہ قول سب سے زیادہ صحیح اس لیے قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس پر سب کا اجماع ہے کہ عورت کے لیے نماز میں چہرہ اور دونوں ہاتھ کھلے رکھنا جائز ہے جبکہ باقی بدن ڈھانپنا فرض ہے، سوائے نصف بازو کے جس کی اجازت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ چونکہ ستر میں جو حصے داخل نہیں ان کا کھلا رکھنا حرام نہیں ہوتا، اس لیے یہ بات معلوم ہو گئی کہ چہرہ، ہاتھ اور ان کی زینت جیسے سرمہ، انگوٹھی اور خضاب وہی مستثنیٰ حصے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان *إلا ما ظهر منها* میں ظاہر کرنے کی اجازت دی ہے، اور یہی رائے اس دلیل سے بھی مضبوط ہوتی ہے کہ جس طرح مرد کے ستر سے باہر حصے کو کھلا رکھنا درست ہے اسی طرح عورت کے لیے بھی ان حصوں کا ظاہر ہونا جائز ہے۔

### 18. امام ابو بکر رازی جصاص حنفی (م ۳۷۰ھ)[32] کا موقف

امام ابو بکر رازی جصاص (م ۳۷۰ھ) اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وقال اصحابنا المراد الوجه والكفان لان الكحل زينةالوجه والخضاب والخاتم زينةالكف فإذاقد أباح النظر إلى زينةالوجه والكف فقد اقتضى ذلك لا محالة إباحةالنظر إلى الوجهوالكفين ويدل على ان الوجهوالكفين من المرأة ليساً بعورة ايضاً أبگا تصلى مكشوفة الوجه واليدين فلو كان عورة لكان عليها سترهما كما عليها ستر ما هو عورة ذلكجاز للاجنبى أينظر من الرأة إلى وجهها ويديها بغير شهوة"[33]۔

ہمارے اصحاب[34] نے کہا کہ زینت ظاہرہ سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں کیونکہ سرمہ چہرہ کی زینت ہے اور مہندی اور انگوٹھی ہاتھوں کی زینت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس زینت کی طرف دیکھنا جائز کر دیا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا بھی جائز ہے۔ چہرے اور ہاتھوں کے واجب الستر نہ ہونے پر دلیل عورت کا چہرہ اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا ہے اور اگر یہ واجب الستر ہوتے تو ان کا ستر نماز میں بھی فرض ہوتا تو جب چہرہ اور ہاتھ ستر نہیں تو اجنبی شخص کے لیئے عورت کے ہاتھوں اور چہرہ کو بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔

امام جصاص، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس قول پر تنقید کرتے ہیں جس میں انہوں نے ما ظہر سے مراد ظاہری کپڑے لیئے ہیں۔ امام جصاصؒ عقلی و شرعی دلائل سے واضح کرتے ہیں کہ آیت میں مراد صرف لباس نہیں بلکہ وہ اعضاء ہیں جن پر زیور پہنا جاتا ہے، جیسے چہرہ، ہاتھ وغیرہ۔ وہ یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ اگر آیت سے مراد صرف لباس ہو تو آیت کا اسلوب اور سیاق غیر مربوط ہو جاتا ہے۔ ذیل میں ان کا تنقیدی استدلال نقل کیا جا رہا ہے:

"وقول ابن مسعود في أن ما ظهر منها هو الثياب لا معنى له، لأنه معلوم أنه قد ذكر الزينة، والمراد العضو الذى عليه الزينة ألا ترى أنَّ سائرَ ما تَتزيَّنَ به من الحليِّ والقلبِ والخَلْخالِ والقلادةِ يجوز أن تُظهرَها للرِّجال إذا لم تكن هي لابستها فعلمنا أنَّ المرادَ موضعُ الزينة، كما قال في نسقِ التلاوة بعد هذا: ﴿ولا يُبدِينَ زِينَتَهن إلا لبعولتِهن﴾، والمرادُ موضعُ الزينة، فتاويلها على الثيابِ لا معنى له؛ إذ كان ما يُرى الثيابَ عليها دون شيءٍ من بدنها، كَما يُراها إذا لم تكن لابستها"[35] ۔

اور ابن مسعودؓ کا یہ قول کہ ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد صرف کپڑے (لباس) ہیں تو اس کے کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ آیت میں 'زینت' کا ذکر ہے، اور مراد اس سے وہ عضو ہے جس پر زینت (زیور) ہوتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ عورت وہ تمام چیزیں جن سے زینت اختیار کرتی ہے، جیسے کنگن، پازیب، ہار ان کو وہ مردوں کو دکھا سکتی ہے اگر وہ خود انہیں پہنے ہوئے نہ ہو؟ تو ہمیں معلوم ہوا کہ یہاں مراد زینت کی جگہ (یعنی بدن کا وہ حصہ) ہے۔ جیسا کہ اسی آیت کے تسلسل میں آگے فرمایا گیا: ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ یعنی اپنی زینت کو شوہروں کے سوا کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں—اور یہاں بھی مراد زینت کی جگہ ہے، لہٰذا اس کی یہ تاویل کہ مراد صرف لباس ہیں، بے معنی ہے۔ کیونکہ لباس تو بدن کے بغیر بھی دیکھے جا سکتے ہیں، جیسے کہ وہ اس وقت نظر آتے ہیں جب عورت انہیں پہنے ہوئے نہ ہو۔

امام ابو بکر جصاص حنفیؒ یہاں پر علمائے احناف کا مؤقف بیان کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت ابن مسعودؓ کی رائے پر نقد کر رہے ہیں کیونکہ ان کا مؤقففقہ حنفی کے خلاف ہے۔

### 19. ابنِ عطیہ اندلسی (م۵۴۱ھ[36]) کا مؤقف

علامہ ابنِ عطیہ ﴿إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" ويظهر لي في محكم ألفاظ الآية أن المرأة مأمورة بأن لا تبدي وأن تجتهد في الإخفاء لكل ما هو زينة، ووقع الاستثناء في كل ما غلبها فظهر بحكم ضرورة حركة فيما لا بد منه أو إصلاح شأن ونحو ذلك،

فما ظهر على هذا الوجه فهو المعفو عنه فغالب الأمر أن الوجه بما فيه والكفين يكثر فيهما الظهور، وهو الظاهر في الصلاة، ويحسن بالحسنة الوجه أن تستره إلا من ذي حرمة «محرمة» ، ويحتمل لفظ الآية أن الظاهر من الزينة لها أن تبديه ولكن يقوي ما قلناه الاحتياط ومراعاة فساد الناس فلا يظن أن يباح للنساء من إبداء الزينة إلا ما كان بذلك الوجه "[37]۔

اور مجھے آیت کے محکم الفاظ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کرے اور اپنی زینت کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ اور جو استثناء آیت میں آیا ہے، وہ اس چیز کا ہے جو کسی ناگزیر حالت میں بے اختیار ظاہر ہو جائے، جیسے کوئی ناگزیر حرکت یا کسی ضروری کام کی اصلاح وغیرہ کے دوران۔ پس جو زینت اس طرح کی مجبوری کی وجہ سے ظاہر ہو جائے، وہ معاف ہے۔ زیادہ تر چہرہ اور اس کے اندر کی زینت اور دونوں ہاتھ بار بار ظاہر ہوتے رہتے ہیں، اور یہی نماز میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ بہتر ہے کہ عورت حسن و پاکدامنی کے تقاضے کے مطابق اپنا چہرہ بھی چھپائے سوائے محرم مردوں کے سامنے۔ اور آیت کے الفاظ سے یہ احتمال بھی نکلتا ہے کہ عورتوں کی زینت کا ظاہری حصہ وہ ہے جسے وہ ظاہر کریں۔ لیکن احتیاط اور لوگوں کے فساد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی قول قوی ہے جو ہم نے کہا ہے۔ پس یہ گمان نہ کیا جائے کہ عورتوں کے لیے زینت کے ظاہر کرنے کی اجازت ہے سوائے اس طریقے کے مطابق جو (پہلے) بیان کیا گیا ہے۔

علامہ ابنِ عطیہ کی رائے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو اپنی زینت کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنی زینت کو اجنبی مردوں سے چھپانے کی پوری کوشش کرے، تاکہ فتنے اور فساد کا راستہ بند رہے۔ البتہ جو زینت کسی ناگزیر حالت میں، جیسے کسی ضروری کام یا حرکت کے دوران بے اختیار ظاہر ہو جائے، وہ معاف ہے۔ چہرہ اور ہاتھ چونکہ عام طور پر نماز، حج اور دیگر ضروریاتِ زندگی میں ظاہر ہو جاتے ہیں، اس لیے ان کا بے اختیار ظاہر ہونا قابلِ معافی ہے، مگر حسنِ عفت، تقویٰ اور زمانے کی خرابی کو دیکھتے ہوئے بہتر یہی ہے کہ عورت کے لیے چہرہ اور زینت کا چھپانا بہتر، محتاط اور فتنے سے بچنے کا ذریعہ ہے اور صرف وہی ظاہر کرے جو مجبوری یا ناگزیر حالت کی وجہ سے ظاہر ہو جائے۔ یہی احتیاط کا تقاضا ہے اور یہی رائے زیادہ قوی اور شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ ہے۔

### 20. امام ابن الجوزی (م۵۹۷ھ) کا مؤقف

آپ آیتِ مذکورہ کے تحت بیان کرتے ہیں:

"قوله تعالى: وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ أي: لا يظهرنها لغير مَحْرَم. وزينتهن على ضربين: خفية كالسّوارين

والقرطين والدّملج والقلائد ونحو ذلك، وظاهر وهي المشار إليها بقوله تعالى: إِلَّا ما ظَهَرَ مِنْها وفي سبعة أقوال"[38]۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مطلب" :اور وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں" یعنی وہ اپنی زینت غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ عورت کی زینت دو طرح کی ہوتی ہے : پوشیدہ زینت جیسے چوڑیاں، بالیاں، بازو پر پہننے والا زیور، ہار اور اس جیسی دیگر چیزیں۔ظاہری زینت جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان "إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" میں اشارہ ہے۔اس ظاہری زینت کی وضاحت میں سات اقوال ہیں۔

اس کے بعد امام ابن الجوزی ظاہری زینت کے بارے میں ساتوں اقوال مع راویوں کے پیش کرتے ہیں ۔ جس میں سب سے پہلا قول عبداللہ بن مسعود کا ہے جس کے مطابق اس سے مراد کپڑے یا چادر ہے۔ دوسرا قول: ہاتھ کی ہتھیلیاں، انگوٹھی اور چہرہ۔ تیسرا قول: سرمہ اور انگوٹھی۔چوتھا قول: سوار (چوڑیاں)، انگوٹھی اور سرمہ۔ پانچواں قول: سرمہ، انگوٹھی اور مہندی۔ چھٹا قول: انگوٹھی اور چوڑیاں اور ساتویں قول کے مطابق اس سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں۔ اس کے بعد آپ قاضی ابو یعلیٰ [39] کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں :

قال القاضي أبو يعلى: والقول الاول أشبه، وقد نص عليه احمد، فقال: الزينة الظاهرة: الثياب، وكل شيء منها عورة حتى الظفر «٢» ، ويفيد هذا تحريم النظر إلى شيء من الأجنبيات لغير عذر، مثل ان يريد أن يتزوجها أو يشهد عليها، فانه ينظر في الحالين إلى وجهها خاصّة فأما النّظر إليها لغير عذر، فلا يجوز لا لشهوة ولا لغيرها «٣» ، وسواء في ذلك الوجه والكفان وغيرهما من البدن. فان قيل: فلم لا تبطل الصلاة بكشف وجهها؟! فالجواب: أن في تغطيته مشقة، فعفي عنه۔

قاضی ابو یعلیٰ نے کہا: ان اقوال میں سب سے زیادہ درست پہلا قول ہے (یعنی زینت سے مراد لباس ہے)۔امام احمد بن حنبل نے بھی یہی بات صراحت سے کہی ہے کہ ظاہری زینت سے مراد کپڑے ہیں اور عورت کے جسم کا ہر حصہ یہاں تک کہ ناخن بھی عورت ہے۔اس حرمت کا فائدہ یہ ہے کہ اجنبی عورت کے جسم کے کسی بھی حصے کو بلا عذرِ شرعی دیکھنا جائز نہیں، جیسے نکاح کی نیت سے دیکھنا یا گواہی دینا، تو ان دونوں صورتوں میں صرف چہرے کو دیکھنے کی اجازت ہے۔ جہاں تک اس کی طرف بغیر عذر کے دیکھنے کا تعلق ہے تو یہ جائز نہیں چاہے وہ دیکھنا شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے۔اس حکم میں عورت کا چہرہ، ہاتھ اور بدن کے دیگر حصے سب برابر شامل ہیں۔اگر یہ کہا جائے کہ (جب چہرہ بھی عورت کا پردے کے قابل حصہ ) تو پھر نماز میں چہرہ کھلا رکھنے سے نماز کیوں باطل نہیں ہوتی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چہرے کو ڈھانپنے میں مشقت ہے، اس لیے اس میں رخصت دی گئی ہے۔

یہ بیان حنبلی موقف کو واضح کرتا ہے کہ عورت کی اصل زینت کپڑے ہیں، پورا جسم ستر ہے، اور بغیر عذر کے اجنبی کو دیکھنے کی اجازت نہیں، البتہ نماز میں چہرہ کھولنے کی رخصت مشقت کی وجہ سے ہے۔

### 21. ابنِ قدامہ المقدسی الحنبلی (م۵۹۷ھ) کا مؤقف

علامہ ابنِ قدامہ اپنی کتاب "المغنی" میں لکھتے ہیں:

"لَا يَخْتَلِفُ الْمَذْهَبُ فِي أَنَّهُ يَجُوزُ لِلْمَرْأَةِ كَشْفُ وَجْهِهَا فِي الصَّلَاةِ، وَلَا نَعْلَمُ فِيهِ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَأَنَّهُ لَيْسَ لَهَا كَشْفُ مَا عَدَا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا، وَفِي الْكَفَّيْنِ رِوَايَتَانِ. احدهما يجوز كشفُهما وهو قول مالك والشافعي؛ لِأَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ فِي قَوْله تَعَالَى: {وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا} [النور: ٣١] قَالَ: الْوَجْهَ وَالْكَفَّيْنِ. ولانه يحرُم على المحرِمةِ سَترُهما بالقفَّازَين، كما يحرُم عليها سترُ وجهِها بالنِّقاب، فلم يكون من العورةِ، كالوَجه، ولانَّ العادةَ ظُهورُهما و كشفُهما، و الحاجةُ تدعو اِلی کشفِهما للأخذِ والعطاء، كما تدعو اِلی كشفِ الوجهِ، للبَيع والشِّراء، فلم يحرم كشفُهما فی الصلاةِ، كالوجهِ۔ والثانية، هما من العَورة، و يجبُ سترُهما فی الصلاة۔ و هذا قولُ الخِرَقِّي، و نحوه قال أَبِي بَكْرٍ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: الْمَرْأَةُ كُلُّهَا عَوْرَةٌ حَتَّى ظُفُرُهَا؛ لِأَنَّهُ رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وهذا عام يقتضي وجوب ستر جميع بدنها وترك الوجه للحاجة، ففيما عداه يبقى على الدليل."[40]۔

اس بارے میں فقہی مذہب میں کوئی اختلاف نہیں کہ عورت کو نماز میں چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے، اور ہمیں اہلِ علم کے درمیان اس (مسئلہ) میں کوئی اختلاف معلوم نہیں۔ اور عورت کے لیے چہرے اور ہتھیلیوں کے سوا باقی جسم کھولنا جائز نہیں، اور ہتھیلیوں کے بارے میں دو روایتیں (آراء) ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک رائے یہ ہے کہ عورت کے لیے ہتھیلیوں کا کھولنا جائز ہے، اور یہ امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور: ۳۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں۔ نیز، احرام کی حالت میں عورت کے لیے قفازین (دستانے) سے ہتھیلی کو اور نقاب سے چہرے کو ڈھانپنا ممنوع ہے، لہٰذا جب ان کا پردہ ممنوع ہوا تو یہ دونوں چیزیں عورت کے لیے ستر (عورت) نہیں ہیں، جیسے کہ چہرہ۔ مزید برآں، عمومی عادت یہی ہے کہ ہتھیلیاں کھلی رہتی ہیں اور ان کا ظاہر ہونا معمول ہے، اور لین دین کے وقت ان کو کھولنے کی ضرورت پڑتی ہے، جس طرح خرید و فروخت کے لیے چہرہ کھولنے کی حاجت ہوتی ہے، لہٰذا چہرے کی طرح

نماز میں ہتھیلیوں کا کھولنا بھی حرام نہیں۔اور دوسری رائے یہ ہے کہ (عورت کی) ہتھیلیاں بھی ستر (عورت) میں شامل ہیں، اور نماز میں ان کا ڈھانپنا واجب ہے۔ یہ امام خرقّی کا قول ہے، اور اسی کے ہم معنی قول حضرت ابو بکر بن حارث بن ہشام کا بھی ہے، جنہوں نے فرمایا: عورت ساری کی ساری ستر ہے، یہاں تک کہ اس کا ناخن بھی۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ : "عورت (ساری کی ساری) ستر ہے۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث عام ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ پوری عورت کا پردہ لازم ہے، اور صرف چہرہ مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا پردہ ترک کرنا کسی ضرورت کی بنا پر ہے، چنانچہ چہرے کے علاوہ باقی تمام بدن کے حصے اصل دلیل پر قائم رہیں گے کہ انہیں چھپانا واجب ہے۔

یہ رائے پردے میں سختی اور احتیاط کا پہلو رکھتی ہے اور پورے بدن کو واجب الستر مانتی ہے، سوائے چہرے کے جس کا کھولنا شرعی حاجت کی بنیاد پر جائز رکھا گیا۔ جیسے شناخت، لین دین یا شہادت وغیرہ کی ضرورت، اس لیے چہرہ استثناء میں آتا ہے۔

### 22. امام قرطبیؒ[41] (م۶۷۱ھ) کا مؤقف

امام قرطبیؒ ابن عطیہ کا قول[42] نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

" قُلْتُ: هَذَا قَوْلٌ حَسَنٌ، إِلَّا أَنَّهُ لَمَّا كَانَ الْغَالِبُ مِنَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ ظُهُورُهُمَا عَادَةً وَعِبَادَةً وَذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ وَالْحَجِّ، فَيَصْلُحُ أَنْ يَكُونَ الِاسْتِثْنَاءُ رَاجِعًا إِلَيْهِمَا. يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهَا: (يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ يَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا) وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ. فَهَذَا أَقْوَى مِنْ جَانِبِ الِاحْتِيَاطِ، وَلِمُرَاعَاةِ فَسَادِ النَّاسِ فَلَا تُبْدِي الْمَرْأَةُ مِنْ زِينَتِهَا إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْ وَجْهِهَا وَكَفَّيْهَا "[43]

میں کہتا ہوں: یہ قول (ابن عطیہ کا قول) عمدہ ہے، لیکن چونکہ عام طور پر چہرہ اور دونوں ہاتھ عادتاً اور عبادتاً (مثلاً نماز اور حج میں) ظاہر ہوتے ہیں، اس لیے مناسب ہے کہ استثناء کا تعلق انہی دونوں سے ہو۔ اس پر اس روایت سے بھی دلیل ملتی ہے جسے ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما باریک کپڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: "اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم میں سے صرف یہ حصے نظر آسکتے ہیں" اور آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ پس یہ قول احتیاط کے پہلو سے زیادہ قوی ہے اور لوگوں کی خرابیِ حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہتر ہے کہ عورت اپنی زینت میں سے صرف چہرہ اور دونوں ہاتھ ہی ظاہر کرے۔

چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر کرنے کا استثناء بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپ اپنے علماء (یعنی مالکی علماء) میں سے ابنِ خویز منداد کا قول بھی نقل کرتے ہیں جس میں اس استثناء کو خوبصورتی اور فتنے کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں:

"قال ابن خويز مندا د من علمائنا :ان المرأة إذا كانت جميلةو خيف من وجهها و كفّيها الفتنة، فعليها ستر ذلك، وإن كانت عجوزاً أو مُقَبَّحة، جاز أن تكشف وجهها وكفيها۔"[44]۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں ابن خویز منداد فرماتے ہیں کہ جب عورت خوبصورت ہو تو اس کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس پر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو چھپانا واجب ہے اور بوڑھی اور بد صورت ہونے کی صورت میں اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر کرنا اس کے لیئے جائز ہے۔

امام قرطبیؒ کی رائے ایک متوازن اور احتیاط پر مبنی موقف ہے، جس میں زینتِ ظاہری (چہرہ و ہاتھ) کے ظاہر کرنے کی اجازت عمومی طور پر دی گئی ہے، بشرطیکہ اس سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ روایتِ عائشہ رضی اللہ عنہا (جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا) کو بنیاد بنا کر امام قرطبیؒ یہ واضح کرتے ہیں کہ عمومی حالات میں چہرہ اور ہاتھ ظاہر کیے جا سکتے ہیں، لیکن جب فتنے کا اندیشہ ہو، خصوصاً جوان، خوبصورت عورت کے معاملے میں، تو چہرہ اور ہاتھ بھی چھپانا واجب ہو جاتا ہے۔ یہ قول فقہی احتیاط اور معاشرتی تحفظ دونوں پہلوؤں کو جمع کرتا ہے۔

### 23. امام بیضاوی[45] (م۶۸۵ھ)[46] کا مؤقف

امام بیضاوی ﴿إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" عند مزاولة الا شياءكالثياب والخاتم فان سترها حرجا، و قيل المراد بالزينة مواضعها على حذف المضاف أو ما يعم الحاسن الخلقية والتزينية، والمستثنى هو الوجه والكفان لانها ليست بعورة و الا ظهر أن هذا فى الصلاة لا فى النظر فإن كل بدن الحرة عورة لا يحل لغيرالزوج والمحرم النظر الى شىء منها الا لضرورة كالمعالجة وتحمل الشهادة"[47] ۔

الا ما ظهر منها سے وہ کچھ مراد ہے جو مختلف اشیاء کے استعمال کے وقت ظاہر ہو جائے مثلاً کپڑے اور انگوٹھی کیونکہ ان کو چھپانے میں بہت زیادہ تنگی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ زینت سے مراد مواضعِ زینت ہیں اور یہاں مضاف کو حذف کر دیا گیا ہے، یا زینت سے مراد وہ چیزیں ہیں جس میں پیدائشی محاسن اور زینت دونوں شامل ہیں اور جو مستثنیٰ ہے وہ چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں کیونکہ یہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہیں۔ لیکن بظاہر یہ حکم نماز کے بارے میں ہے، نہ کہ عام نظر کے بارے میں، کیونکہ آزاد عورت کا پورا جسم ستر ہے شوہر اور محارم کے علاوہ وہ کسی کے لیئے جائز نہیں کہ عورت کے جسم میں کسی بھی حصے کو دیکھنا جائز نہیں سوائے مجبوری کی حالت میں جیسے علاج یا گواہی لینا۔

امام بیضاوی نے یہاں پر مختلف فقہی اقوال کو جمع کیا ہے۔ بعض کے نزدیک الا ما ظہر منہا سے مراد وہ چیزیں ہیں جو استعمال کے دوران خود بخود ظاہر ہو جاتی ہیں جیسے کپڑے اور انگوٹھی، جنہیں چھپانا مشکل ہے۔ ایک قول کے مطابق زینت سے مراد زینت کی جگہیں (مواضعِ زینت) ہیں جبکہ ایک اور رائے یہ ہے کہ اس میں پیدائشی حسن اور زیبائش دونوں شامل ہیں اور اس میں چہرہ اور ہاتھ مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ ستر میں داخل نہیں۔امام بیضاوی واضح کرتے ہیں یہ حکم اصل میں نماز سے متعلق ہے، عام حالات میں نہیں، اور غیر محرم کے لیے عورت کے تمام جسم کو دیکھنا ممنوع ہے سوائے مجبوری جیسے علاج یا گواہی کے۔اور یہ امام بیضاوی کا راجح موقف ہے۔

### 24. امام خازن (م۷۴۱ھ)[48] کا مؤقف

امام خازن ﴿إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"قوله تعالى ﴿وَلا يُبْدِينَ﴾ يعني لا يظهرن ﴿زِينَتَهُنَّ﴾ يعني لغير المحرم وأراد بالزينة الخفية مثل الخلخال والخضاب في الرجل والسوار في المعصم والقرط في الأذن والقلائد في العنق فلا يجوز للمرأة إظهارها ولا يجوز للأجنبي النظر إليها والمراد من الزينة النظر إلى مواضعها من البدن ﴿إِلَّا ما ظَهَرَ مِنْها﴾ يعني من الزينة قال سعيد بن جبير والضحاك والأوزاعي الوجه والكفان. وقال ابن مسعود هي الثياب. وقال ابن عباس هي الكحل والخاتم والخضاب في الكف فما كان من الزينة الظاهرة يجوز للرجل الأجنبي النظر إليه للضرورة مثل تحمل الشهادة ونحوه من الضرورات إذا لم يخف فتنة وشهوة فإن خاف شيئا من ذلك غض البصر وإنما رخص في هذا القدر للمرأة أن تبديه من بدنها لأنه ليس بعورة وتؤمر بكشفه في الصلاة وسائر بدنها عورة۔"[49]۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَلَا يُبْدِينَ﴾ کا مطلب ہے: وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔﴿زِينَتَهُنَّ﴾ یعنی اپنی زینت غیر محرموں کے لیے ظاہر نہ کریں۔ یہاں زینت سے مراد چھپی ہوئی زینت ہے، جیسے پازیب، مہندی جو پاؤں پر لگی ہو، کلائی میں پہننے والا کنگن، کان کی بالی، اور گلے کا ہار۔ پس عورت کے لیے ان چیزوں کو ظاہر کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اجنبی مردوں کے لیے ان کو دیکھنا جائز ہے۔اور زینت سے مراد یہ بھی ہے کہ ان زینتوں کے بدن کے مقامات کی طرف دیکھنا (بھی منع ہے)۔﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ یعنی جو زینت خود بخود ظاہر ہو جائے،اس کے بارے میں سعید بن جبیر، ضحاک اور اوزاعی نے کہا: اس سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں۔ابن مسعود نے کہا: اس سے مراد صرف کپڑے ہیں۔ابن عباس نے کہا: اس سے مراد سرمہ (آنکھوں میں)، انگوٹھی اور ہاتھ کی مہندی ہے۔ پس جو زینت از خود ظاہر ہو،اس پر غیر محرم مردوں کے لیے نظر ڈالنا جائز ہے، لیکن صرف ضرورت کے وقت جیسے گواہی دینا وغیرہ، بشرطیکہ فتنے یا شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔اگر شہوت یا فتنے کا خوف ہو تو پھر نگاہ نیچی رکھنا واجب ہے۔ یہ رخصت عورت کے اس حصے کے ظاہر کرنے میں دی گئی ہے جو شرعاً پردہ نہیں، اور جس کا نماز میں بھی کھلا رکھنا ضروری ہے، جبکہ باقی سارا بدن پردہ ہے۔

اسی آیت میں دوبارہ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ کے الفاظ بیان ہوئے ہیں۔امام خازن اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ يعني الخفية التي لم يبح لهن كشفها في الصلاة ولا للأجانب وهي ما عدا الوجه والكفين إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ"[50]۔

"ولا يبدين زينتهن" یعنی وہ چھپی ہوئی زینت جسے عورتوں کے لیے نہ تو نماز میں کھولنا جائز ہے اور نہ ہی غیر محرم مردوں کے سامنے، اور وہ (زینت) چہرے اور دونوں ہاتھوں کے علاوہ سارا بدن ہے۔ اور (یہ زینت ظاہر کرنا) صرف ان کے شوہروں کے لیے جائز ہے۔

### 25. علامہ ابو حیان الاندلسی (م ۷۴۵ھ) کا موقف

علامہ ابو حیان الاندلسی (م ۷۴۵ھ) ﴿إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"و استثنى ما ظهر من الزينة ، والزينة ما تتزين به المرؤة من حلى أو كحل أو خضاب، فما كان ظاهرا منها كالخاتم والفتخة والكحل و الخضاب فلا بأس بإيدائه للأجانب۔ وما خفي منها كالسوار والخلاخل

والدملج والقلادة لا تبدية إلا لمن استثني، وذكر الزينة دون مواضعها مبالغة في الأمر بالتصون و التستر لان هذه الزينة واقعة على على مواضع من الجسد لا يحل النظر إليها لغير هؤلاء، وهي الساق و العضد والعنق والرأس والصدر والآذان، فنهي عن إبداء الزين نفسها لا يحل إليها،لملابستها تلك المواقع بدليل النظر اليهاغير ملابسة لها وسومح في الزينة الظاهرة لأن سترها فيه حرج، فإن المرأة لا تجد بداً من مزاولة الأشياء بيديها، ومن الحاجة إلى كشف وجهها، خصوصاً في الشهادة والمحاكمة والنكاح، وتضطر إلى المشي في الطرقات، وظهور قدميها خاصة الفقيرات منهن ، وهذا معنى قوله (إلا ما ظهر منها) يعني إلا ما جرت العادة والجبلة على ظهوره، والأصل فيه الظهور وسموح في الزينة الخفيفة "[51]۔

اور اس (آیت) میں اس زینت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے جو ظاہر ہو، اور زینت سے مراد وہ چیز ہے جس سے عورت اپنی آرائش و زیبائش کرتی ہے، جیسے کہ زیور، سرمہ یا مہندی۔ پس جو زینت ان میں سے ظاہر ہوتی ہے، جیسے انگوٹھی، پازیب، سرمہ اور مہندی، تو اس کا اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر ہونا کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ اور جو زینت چھپی ہوئی ہو، جیسے کہ چوڑیاں، پازیب، بازوبند اور ہار، اسے ان لوگوں کے سوا کسی پر ظاہر نہ کرے جن کا استثناء کیا گیا ہے۔ اور زینت کا ذکر ان کے اعضائے بدن کے بجائے اس لیے کیا گیا ہے تاکہ عورت کو پردے اور حیا کی تاکید کی جائے، کیونکہ یہ زینتیں جسم کے ان حصوں پر واقع ہوتی ہیں جن کی طرف اجنبی مردوں کا دیکھنا جائز نہیں، جیسے پنڈلی، بازو، گردن، سر، سینہ اور کان۔ پس عورت کو اپنی زینت ظاہر کرنے سے منع کیا گیا کیونکہ اس کے ظاہر ہونے میں وہ اعضا بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ دلیل اس پر یہ ہے کہ ان اعضا کو چھوئے بغیر ان کی طرف نظر ڈالنا بھی جائز نہیں۔ البتہ وہ زینت جو ظاہر ہوتی ہے اس میں نرمی برتی گئی ہے کیونکہ اسے چھپانے میں سختی اور مشقت ہے، کیونکہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرے، اور بعض اوقات اسے اپنا چہرہ بھی ظاہر کرنا پڑتا ہے، خصوصاً گواہی دینے، عدالت میں حاضری، نکاح کے موقع پر، یا راستوں میں چلنے کے وقت، اور خاص طور پر غریب عورتوں کے پاؤں کا ظاہر ہونا۔ یہی مراد ہے اللہ کے اس فرمان (مگر وہ جو خود ظاہر ہو جائے) سے یعنی وہ جس کا ظاہر ہونا عادتاً یا فطرتاً ہوتا ہے، اور اس کا اصل یہی ہے کہ وہ ظاہر ہو، اور ہلکی زینت میں رعایت دی گئی ہے۔

علامہ ابو حیان الاندلسی کی رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کو اپنی زینت کو مکمل چھپانے کا حکم ہے، مگر ایسی زینت کا ظاہر ہونا معاف ہے جو عادتاً یا ضرورتاً ظاہر ہو جائے یعنی جس کا چھپانا مشقت کا باعث ہو، جیسے کام کاج کے دوران ہاتھ یا چہرہ کا ظاہر ہونا، گواہی، عدالت میں حاضری، نکاح، خرید و فروخت۔ احتیاط اور پردے کو بنیاد بنایا گیا ہے اور اصل حکم زینت کے چھپانے کا ہے، استثناء صرف ضرورت کے تحت ہے۔

### 26. امام ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) کا مؤقف

امام ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) ﴿إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ای لا یظهرن شیاً من الزینة للاجانب الاما لا یمکن اخفاءه و هذا یحتمل ان یکون تفسیرا للزینة التی نهین عن ابدائها ۔ کماقال ابن مسعود الزینةزینتان لا یرا ها الا الزوج الخاتم و السوار و زینة یراها الأجانب وهی الظاهر من الثیاب"[52]۔

یعنی وہ (عورتیں) اپنی زینت میں سے کوئی چیز اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جس کو چھپانا ممکن نہ ہو اور اور اس بات کا احتمال ہے کہ یہ اس زینت کی تفسیر ہو سکتی ہے جس کے ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زینت دو طرح کی ہے؛ایک وہ زینت جسے صرف شوہر دیکھ سکتا ہے، جیسے انگوٹھی اور چوڑیاں، اور ایک وہ زینت جسے اجنبی مرد دیکھ سکتے ہیں اور وہ لباس کا ظاہر حصہ ہے۔

امام ابن کثیر کی اس رائے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک چہرے کا چھپانا بہتر اور احتیاط پر مبنی عمل ہے ۔استثناء صرف اسی چیز کا ہے جس کا چھپانا ناممکن یا بہت دشوار ہو (یعنی ظاہری لباس کا حصہ)، اس لیے کہ عملی زندگی میں اسے لازماً ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ اصل حکم پردہ اور احتیاط ہے اور جو چیز عادتاً یا ناگزیر طور پر ظاہر ہو، اس میں رخصت دی گئی ہے۔اس رائے کا اصل مقصد احتیاط اور زینت کے اظہار پر پابندی ہے تاکہ فتنے کا راستہ بند رہے۔

### 27. قاضی ثناء اللہ مظہری (۱۲۲۵ھ) کا مؤقف

قاضی ثناء اللہ (م ۱۲۲۵ھ) ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں:

" کالحلی والثیاب والاصباغ فضلا عن مواضعها ﴿إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ عند مزاولة الأشیاء کالثیاب والخاتم فان في سترها حرجا"[53]۔

جیسے کہ زیورات، کپڑے اور رنگ (خضاب وغیرہ)، چہ جائیکہ ان کے اعضا جہاں یہ زینت ہوتی ہے، سوائے اس زینت کے جو کسی کام کاج کے دوران خود بخود ظاہر ہو جائے، جیسے کپڑے اور انگوٹھی، کیونکہ ان کو چھپانا دشواری اور تنگی کا باعث بنتا ہے۔

اس رائے میں زینت کی وضاحت دو درجوں میں کی گئی ہے: اول، زینت کی اشیا جیسے زیورات، کپڑے اور خضاب وغیرہ، اور دوم، وہ اعضا جہاں یہ زینتیں پہنچی جاتی ہیں۔ان دونوں کے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے، سوائے اس زینت کے جو کسی کام کے دوران خود بخود

ظاہر ہو جائے جیسے کپڑے یا انگوٹھی، کیونکہ ان کا چھپانا عملی طور پر دشوار اور مشقت والا ہے۔ اس موقف کی بنیاد یہ اصول ہے کہ جو چیز عادتاً اور ضرورتاً ظاہر ہو، اس کے اظہار کی اجازت ہے، جبکہ بقیہ زینت اور اس کے مقامات کو چھپانا لازم ہے۔ اس تعبیر سے حجاب کی حدود میں توازن پیدا ہوتا ہے کہ ضروریاتِ زندگی کی وجہ سے جو حصہ ظاہر ہوتا ہے، اس پر حرمت عائد نہیں کی جا سکتی، جبکہ باقی بدن کو ڈھانپنے کا حکم اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔

اس کے بعد زینت کی تعریف اور اس بارے میں آئمہ اربعہ کا مؤقف بیان کرتے ہیں:

"وقيل المراد بالزينة مواضع الزينة على حذف المضاف او ما يعم المحاسن الخلقية والتزينية- والمستثنى هو الوجه والكفان وابى حنيفة ومالك واحمد والشافعي لما روى الترمذي من طريق عبد الله بن مسلم بن هرمز عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال الوجه والكفان ومن طريق عطاء عن عائشة نحوه وفي رواية المستثنى الوجه والكفان والقدمان والمشهور عن الشافعي الوجه فقط لما روى الطبراني من طريق مسلم الأعور عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال هى الكحل وتابعه خصيف عن عكرمة عن ابن عباس عند البيهقي فالوجه مستثنى باتفاق العلماء الاربعة والكفان"[54]

اور یہ قول ہے کہ یہاں زینت سے مراد زینت کی جگہیں ہیں (یعنی اعضا) جس میں مضاف کو حذف کر دیا گیا، یا اس سے مراد وہ تمام خوبصورتی (زینت) ہے جو پیدائشی حسن یا بناؤ سنگھار سے حاصل ہو۔ اور جو مستثنیٰ کیا گیا وہ چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں۔ اس پر امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد اور امام شافعی کا اتفاق ہے۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جو ترمذی نے عبداللہ بن مسلم بن ہرمز کے طریق سے سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اس سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں۔ اور عطاء نے عائشہؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں مستثنیٰ چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں ذکر ہوئے۔ اور امام شافعیؒ سے مشہور قول یہ ہے کہ صرف چہرہ مستثنیٰ ہے، کیونکہ طبرانی نے مسلم اعور کے طریق سے سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ (زینت ظاہرہ) سرمہ ہے، اور اسی طرح خصیف نے عکرمہ کے واسطے سے ابن عباس سے بیہقی میں یہی روایت نقل کی ہے۔ چنانچہ چہرے کا مستثنیٰ ہونا چاروں ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے اور ہاتھوں کے متعلق بھی یہ اتفاق موجود ہے۔

یہاں پر زینت کی تعیین میں دو اہم تعبیرات سامنے آئیں۔ ایک یہ کہ زینت سے مراد ظاہری زیورات اور ان کے لگنے کی جگہیں ہیں، یعنی چہرہ، ہاتھ وغیرہ۔ اس میں مضاف محذوف مانا گیا ہے کہ اصل میں مراد مواضع الزينة یعنی زینت کی جگہیں ہیں۔ دوسری تعبیر یہ ہے کہ زینت سے مراد ہر وہ خوبصورتی ہے جو پیدائشی حسن یا بناؤ سنگھار سے پیدا ہوتی ہے۔ ائمہ اربعہ (ابو

حنیفہ، مالک، شافعی، احمد) اس پر متفق ہیں کہ چہرہ اور ہاتھ مستثنیٰ ہیں اور ان کو ظاہر کرنا جائز ہے، اس پر ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے کئی روایات دلیل کے طور پر پیش کی گئیں، اگرچہ بعض روایتوں میں صرف چہرے یا چہرے کے ساتھ پاؤں کو بھی مستثنیٰ کہا گیا ہے۔ امام شافعی سے مشہور قول صرف چہرے کے استثنا کا ہے، تاہم چہرے اور ہاتھوں کا ظاہر ہونا جمہور کے نزدیک حرج سے بچنے کی وجہ سے جائز تسلیم کیا گیا ہے اور یہی رائے زیادہ راجح سمجھی جاتی ہے۔ یہ رائے حرج (تکلیف) کے اصول پر بھی مبنی ہے کہ اگر چہرہ اور ہاتھ چھپانے کا حکم دیا جائے تو یہ شدید دشواری اور غیر معمولی مشقت (حرج) پیدا کرے گا۔

### 28. علامہ آلوسی (م ۱۲۷۰ھ) کا موقف

علامہ آلوسی (م ۱۲۷۰ھ) ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ما يتزين به من الحلي ونحوه إِلَّا ما ظَهَرَ مِنْها أي إلا ما جرت العادة والجبلة على ظهوره والأصل فيه الظهور كالخاتم والفتخة والكحل والخضاب فلا مؤاخذة في إبدائه للأجانب وإنما المؤاخذة في إبداء ما خفي من الزينة كالسوار والخلخال والدملج والقلادة والإكليل والوشاح والقرط.وذكر الزينة دون مواقعها للمبالغة في الأمر بالتستر لأن هذه الزين واقعة على مواضع من الجسد لا يحل النظر إليها إلا لمن استثني في الآية بعد وهي الذراع والساق والعضد والعنق والرأس والصدر والأذن، فنهى عن إبداء الزين نفسها ليعلم أن النظر إذا لم يحل إليها لملابستها"[55]

وہ زینت جو عادت اور طبیعت کے اعتبار سے ظاہر ہوتی ہے اور جس کا ظاہر ہونا فطری اور معمول کے مطابق ہوتا ہے، جیسے انگوٹھی، چھلّہ، سرمہ اور مہندی، تو ان چیزوں کو اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرنے پر کوئی گرفت نہیں۔ البتہ اس زینت کو ظاہر کرنے پر گرفت ہوگی جو چھپی ہوئی ہو، جیسے بازو بند، پازیب، بازو کی پٹی، ہار، تاج، پٹکا اور بالی۔ یہاں زینت کا ذکر اس کے مقامات کے ذکر کے بجائے اس لیے کیا گیا ہے تاکہ عورتوں کو پردے اور ستر کا حکم مزید تاکید اور زور کے ساتھ دیا جائے۔ کیونکہ یہ زیورات جسم کے ان حصوں پر ہوتے ہیں جن کو دیکھنا جائز نہیں، سوائے ان لوگوں کے جن کو آیت میں بعد میں مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اور وہ حصے یہ ہیں: بازو، پنڈلی، اوپر کا بازو (کہنی سے کندھے تک)، گردن، سر، سینہ اور کان۔ پس زینت کو ظاہر کرنے سے روکا گیا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ جب زینت کو دیکھنا جائز نہیں، حالانکہ وہ ان اعضاء کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے، تو ان اعضاء کو دیکھنا بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

### 29. علامہ صدیق قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) کا موقف:

"أي ما يتزين به من الحلية وغيرها مثل الخلخال ولخضاب في الرجل والسوار في المعصم والقرط في

الأذن والقلائد في العنق فلا يجوز للمرأة إظهارها ولا يجوز للأجنبي النظر إليها ثم استثنى سبحانه من هذا النهي فقال: ﴿ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ أي ما جرت العادة والجبلة على ظهوره"[56]۔

یعنی وہ زیورات اور دیگر چیزوں سے اپنی آرائش کریں، جیسے پازیب، پیروں میں مہندی، کلائی میں کنگن، کانوں میں بالیاں، اور گلے میں ہار۔ عورت کے لیے انہیں ظاہر کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی کسی غیر محرم (اجنبی) کے لیے انہیں دیکھنا جائز ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس ممانعت سے ایک استثنا بیان فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہوا: ﴿ إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ یعنی وہ چیزیں جو عرف و عادت کے مطابق ظاہر ہوتی ہیں۔

### 30. اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کا مؤقف

مولانا اشرف علی تھانوی کے نزدیک زینت سے مراد وہ زیور ہیں جیسے کنگن، چوڑیاں، پازیب، بازوبند، طوق، جھومر پٹی، بالیاں وغیرہ، اور ان کے مقامات سے مراد وہ اعضا ہیں جہاں یہ زیورات پہنے جاتے ہیں، جیسے ہاتھ، پنڈلیاں، بازو، گردن، سر، سینہ اور کان۔ ان تمام مقامات کو اجنبی مردوں سے چھپانا فرض ہے، البتہ آگے جو دو استثنا ذکر کیے گئے ہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔جب یہ مقامات، جو محرموں کے سامنے ظاہر کرنا جائز ہے، اجنبیوں سے چھپانا لازم ہیں، تو جسم کے جو مواقع اور اعضاء باقی ہیں جیسے پیٹھ اور پیٹ وغیرہ تو ان اعضا کا محرم کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں اور ان کا چھپانا نص کی دلالت سے واجب ہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ سر سے پاؤں تک پورا جسم پردے میں رکھا جائے، سوائے ان حصوں کے جو ناگزیر طور پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔یہ ظاہر ہونے والے مقامات چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم ہیں، کیونکہ چہرہ قدرتی طور پر زینت کا مرکز ہے اور اس میں سرمہ وغیرہ لگا کر مزید جان بوجھ کر آرائش کی جاتی ہے۔ ہاتھ اور انگلیاں؛ انگوٹھی، چھلے اور مہندی کے مقام ہیں، اور قدموں پر بھی مہندی اور پازیب وغیرہ ہوتی ہیں۔اسی لیے ان (مواقع) کا ظاہر ضرورت کی بناء پر مستثنیٰ (معاف) قرار دیا گیا ہے۔مَا ظَهَرَ کی تفسیر چہرے اور دونوں ہاتھوں کے ساتھ احادیث میں وارد ہوئی ہے، جبکہ قدموں کو بعض فقہی روایات نے قیاساً اس میں شامل کیا ہے[57]۔

### 31. امام احمد مصطفیٰ المراغی (م ۱۳۶۴ھ) کا مؤقف

امام احمد مصطفیٰ المراغی (م ۱۳۷۱ھ) ﴿إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ای لا يظهرن شيأ من الزينةللاجانب الا ما لا يمكن اخفاءه مما جرت العادة ـ بظهوره كالخاتم والكحل والخضاب"[58]

اس سے مراد یہ ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس چیز کے جس کا چھپانا ممکن نہ ہو اور جو عادتاً ظاہر ہو جائیں جیسے انگوٹھی، سرمہ، مہندی۔

اس رائے سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ ہاتھوں کا چھپانا بذات خود ضروری نہیں، کیونکہ اگر ہاتھ چھپانا ضروری ہوتا تو انگوٹھی اور مہندی کا ظاہر ہونا ہی ممنوع قرار پاتا۔

### 32. مولانا ثناء اللہ امر تسری (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) کا مؤقف

اپنی زیب و زینت کو ظاہر نہ کیا کریں، سوائے اس کے جو خود بخود کھلا رہے اور جس کا چھپانا ممکن نہ ہو، جیسے اوپر کی چادر یا نقاب وغیرہ۔ بعض مفسرین نے ما ظہر سے چہرہ اور ہاتھ مراد لیے ہیں، لیکن اس معنی کی معقولیت کا اندازہ قارئین خود کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد و عورت کی کشش اور دل کی فریفتگی زیادہ تر چہرے ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ کہنا محض دعویٰ ہے کہ چہرہ دیکھنے سے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جب نظریں ملتی ہیں تو دل میں جذبات ابھر ہی جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں چہرے کے کھلا رکھنے کی اجازت دینا کیسے مناسب ہو سکتا ہے؟[59]۔

### 33. سیّد قطب شہید (م ۱۳۸۶ھ) کا مؤقف

سیّد قطب شہید (م ۱۳۸۶ھ) ﴿إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"والزينة تختلف من عصر إلى عصر، ولكن أساسها في الفطرة واحد، هو الرغبة في تحصيل الجمال أو استكماله، وتجلية للرجال.والإسلام لا يقاوم هذه الرغبة الفطرية، ولكنه ينظمها ويضبطها، ويجعلها تتبلور في الاتجاه بها إلى رجل واحد – هو شريك الحياة – يطلع منها على ما لا يطلع أحد سواه. ويشترك معه في الاطلاع على بعضها المحارم والمذكورون في الآية بعد. عمّن لا يثير شهواتهم ذلك الاطلاع.فأما ما ظهر من الزينة في الوجه واليدين، فيجوز كشفه. لأن كشف الوجه واليدين مباح لقوله – صلى الله عليه وسلم – لأسماء بنت أبي بكر: "يا أسماء إن المرأة إذا بلغت المحيض لم يصلح أن يرى منها إلا هذا – وأشار إلى الوجه والكفين".[60]

زینت زمانے کے بدلنے کے ساتھ بدلتی رہتی ہے، لیکن اس کی بنیاد فطرت میں ایک ہی رہتی ہے: یعنی حسن کو حاصل کرنے یا مکمل کرنے کی خواہش اور مردوں کے لیے خود کو خوبصورت بنانا۔ اسلام اس فطری خواہش کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ اسے منظّم اور قابو میں رکھتا ہے، اور اس خواہش کو اس رخ پر لے جاتا ہے کہ وہ ایک ہی مرد کی طرف متوجہ ہو—یعنی زندگی کے شریک کی طرف—جو اس زینت کے ان پہلوؤں کو دیکھتا ہے جو کوئی دوسرا نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے ساتھ کچھ محارم اور وہ لوگ جو آیت میں ذکر ہوئے، بعض حصوں کے دیکھنے میں شریک ہوتے ہیں، بشرطیکہ اس دیکھنے سے ان کی شہوت نہ بھڑکے۔ پس جو زینت چہرے اور ہاتھوں میں ظاہر ہوتی ہے، اس کا کھلا رکھنا جائز ہے، کیونکہ

چہرہ اور ہاتھ کھلے رکھنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے فرمایا": اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے (یعنی اسے حیض آ جائے)، تو اس کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اس کے سوا کچھ نظر آئے"۔۔۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا"۔

### 34. مولانا ادریس کاندھلوی (م ۱۳۹۴ھ) کا مؤقف

ایمان والی عورتوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنی زیب و زینت ظاہر نہ کریں، سوائے اس زینت کے جو عادتاً اور عملاً خود بخود کھلی رہتی ہے، یعنی جس کا ہر وقت چھپانا مشکل یا ناممکن ہو۔ جیسے چہرہ اور دونوں ہاتھ، کیونکہ ان اعضاء کو مسلسل ڈھانپے رکھنا عورت کے لیے دشوار ہے۔ بغیر چہرہ کھولے وہ گھر میں چل پھر نہیں سکتی اور ہاتھوں کے بغیر گھریلو کام کاج انجام نہیں دے سکتی۔ اس لیے جن چیزوں کا چھپانا عملی طور پر ممکن نہیں، ان کا ظاہر ہونا معاف ہے۔ چنانچہ جب زینت کا اظہار حرام قرار دیا گیا تو اس کی ضد یعنی زینت کو چھپانا فرض ٹھہرا۔ مطلب یہ ہے کہ عورت کا پورا بدن ستر ہے اور گھر کے اندر بھی اسے ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے، البتہ چہرہ اور دونوں ہاتھ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور ان کا کھلا رہنا جائز ہے۔ یہ رعایت عورت کی روزمرہ ضروریات کی وجہ سے دی گئی ہے، تاکہ اس پر تنگی اور مشقت نہ آئے۔ اگر ان اعضاء کو بھی چھپانے کا حکم دیا جاتا تو زندگی دشوار ہو جاتی۔ اس استثنا کا یہ ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عورت اپنے چہرے کے حسن و جمال کو اجنبی مردوں کے سامنے بے تکلف ظاہر کرے یا مرد ان کے حسن کو دیکھنے اور نگاہیں ملانے کو جائز سمجھیں۔ شریعت ایسی بے حیائی سے پاک ہے اور کسی حال میں بھی مرد و عورت کو زنا کے مقدمات اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ عورت کے لیے اپنی زیبائش اور اعضاء کا اظہار سوائے ان محارم کے، جن کا ذکر اگلی آیات میں آئے گا، کسی کے سامنے جائز نہیں، اور محارم کے سامنے بھی اسی وقت درست ہے جب فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور ملاقات خالصتاً قرابت اور شفقت کی بنا پر ہو، نہ کہ شہوانی جذبے کے ساتھ۔ اگر شہوت کا پہلو ہو تو محارم کے سامنے آنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان آیات میں صرف ستر کے حدود بیان کیے گئے ہیں کہ بذات خود عورت کو گھر میں یا باہر کن اعضاء کو لازماً چھپانا ہے اور کن اعضاء کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ اس میں یہ وضاحت مقصود نہیں کہ کن لوگوں کے سامنے کیا ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ اس کی تفصیل بعد میں آنے والی آیات میں بیان ہو گی[61]۔

یہ بیان واضح طور پر یہ مؤقف پیش کرتا ہے کہ عورت کا پورا بدن فی نفسہ ستر ہے اور اس کا چھپانا فرض ہے، صرف چہرہ اور دونوں ہاتھ ضروریاتِ زندگی کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں، تاکہ عورت گھریلو امور اور روزمرہ کے کام انجام دے سکے۔ اس رعایت کی بنیاد محض عملی ضرورت اور مشقت سے بچاؤ ہے، نہ کہ زینت یا حسن کے اظہار کی اجازت۔ اس میں یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ اس رعایت کو غیر محرموں کے سامنے زیبائش کے لیے استعمال کرنا یا مردوں کو عورت کے حسن و جمال کا نظارہ کرنا جائز نہیں۔

شریعت اس بے حیائی اور شہوانی مقاصد سے پاک اور منزہ ہے۔مزید یہ کہ محارم کے سامنے بھی اگر شہوانی جذبہ یا فتنہ کا اندیشہ ہو تو بے تکلف ظاہر ہونا حرام ہے۔ بیان میں وضاحت کی گئی ہے کہ یہاں محض ستر کے حدود متعین کیے گئے ہیں کہ کون سے اعضاء فی ذاتہ پردے کے قابل ہیں اور کون سے نہیں، جبکہ یہ سوال کہ کن لوگوں کے سامنے کیاظاہر کیا جا سکتا ہے،اس کی تفصیل آئندہ آیات میں بیان کی گئی ہے۔

### 35. مولانا محمد شفیع (م۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) کا مؤقف:

آپ اپنی تفسیر "معارف القرآن" میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق چہرہ اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھی غیر محرموں کے سامنے کھولنا جائز ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مطابق سے مراد کپڑے.برقع ہے۔ اس لیئے فقہاء امت میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں پردے سے مستثنیٰ ہے یا نہیں اور ان کا غیر محرموں کے سامنے کھولنا جائز ہے یا نہیں۔تاہم اس پر سب متفق ہیں کہ اگر چہرہ اور ہتھیلیوں پر نظر ڈالنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو ان کا دیکھنا اور عورت کو ان کا کھولنا جائز نہیں[62]۔ خوبصورتی اور زینت کا مرکز بنیادی طور پر چہرہ ہی ہے اور دور فتنہ وفساد، غفلت اور خواہشِ نفسانی کے غلبہ کا ہے، اس لیئے مخصوص ضرورتوں جیسے علاج اور انتہائی خطرہ وغیرہ کے علاوہ عورت کو قصداً چہرہ کھولنا جائز نہیں اور مردوں کو شرعی ضرورت کے علاوہ قصداًان کی طرف نظر کرنا بھی جائز نہیں[63]۔

مفتی محمد شفیع چہرے کو حسن اور زینت کا اصل مرکز قرار دیتے ہوئے فتنے کے زمانے میں اس کے پردے پر زور دیتے ہیں۔اس میں چہرہ کھولنے کی اجازت صرف ضرورتِ شدیدہ (مثلاً علاج یا خطرہ) تک محدود کی گئی ہے۔ پس سخت احتیاط اور زمانۂ فتنہ کے پیش نظر مکمل پردے کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ مردوں کو بھی پابند کیا کہ قصداً بغیر کسی شرعی حاجت کے دیکھنا ممنوع ہے۔

### 36. مولانا مودودی (م۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء) کا مؤقف

مولانا مودودی (م۱۳۹۹ھ) ﴿إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کے مختلف معانی و مفہوم کی وجہ سے اس آیت کے مفہوم میں ابہام پیدا ہو گیا ہے، ورنہ یہ بات تو بالکل واضح ہے۔آیت کے پہلے فقرے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں لایبدین زینتھن یعنی عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، اور پھر الا کہہ کر جس چیز کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، وہ ہے ما ظہر منھا یعنی جو زینت خود بخود ظاہر ہو جائے یا ظاہر رہتی ہو۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کو اپنی زینت کا قصداًاظہار یا نمائش نہیں کرنی چاہیے۔ہاں، اگر کوئی چیز اتفاقاًظاہر ہو جائے، جیسے چادر کا ہوا سے ہٹ جانا اور زینت کا کھل جانا، یا جو چیز لازمی طور پر دکھائی دیتی ہے، جیسے اوپر کی چادر جو مکمل چھپ نہیں سکتی اور جس میں بھی ایک کشش ہوتی ہے، تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی

گرفت نہیں[64]۔ یہ رائے زینت چھپانے کو اصل حکم قرار دیتی ہے اور عورت کو جان بوجھ کر زینت دکھانے سے منع کرتی ہے۔ صرف وہ چیز مستثنیٰ ہے جو بلاارادہ یا ناگزیر طور پر ظاہر ہو، جیسے چادر کا کھل جانا یا لازمی طور پر دکھائی دینے والی اوڑھنی۔ اس میں پردے کی تاکید اور زینت کی نمائش سے مکمل اجتناب کی ہدایت نمایاں ہے۔

### 37. پیر کرم شاہ الازہری (م۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء) کا مؤقف

آپ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ آج جب لوگوں میں شرم وحیا نہیں ہے اور ہر طرف بیہودگی اور آوارہ پن عام ہے، ہر وہ شخص جس کی نظر میں عزت و عصمت کی وقعت نہیں ہے اسے چاہیئے کہ وہ اپنی جوان بہوؤں اور بیٹیوں کو بغیر پردے نکلنے سے روکا جائے اور انہیں نامحرموں کے سامنے بلا جھجھک آنے کی اجازت نہ دی جائے65۔

### 38. مولانا امین احسن اصلاحی (م۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء) کا مؤقف

مولانا امین احسن اصلاحی کے نزدیک اس آیت میں زینت کی اشیاء میں لباس اور زیورات دونوں شامل ہیں۔ ان میں سے ہر چیز کو مکمل طور پر چھپانا بھی ممکن نہیں اور نہ ہی ہر چیز کا ظاہر ہونا ناگزیر ہے۔ لباس کا کچھ حصہ بہر حال ظاہر ہوتا ہی ہے، اور زیورات خاص طور پر ہاتھوں میں پہنے جانے والے زیورات بغیر دقت کے نہیں چھپائے جا سکتے۔ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے استثناء نے ان غیر معمولی دقتوں سے بچاتے ہوئے صرف ان زینتوں کو چھپانے کا حکم دیا ہے جن کا چھپانا آسانی سے ممکن ہے اور جنہیں پردے میں رکھنا زیادہ مشقت کا باعث نہیں[66]۔

### 39. مولانا غلام رسول سعیدی (م۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء) کا مؤقف

اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ زینت کی دو قسمیں ہیں: ایک ظاہری زینت جو عورتوں کا لباس ہے، اور دوسری پوشیدہ زینت جو زیورات پر مشتمل ہے۔ البتہ اس میں وہ حصہ مستثنیٰ ہے جو از خود ظاہر ہو جاتا ہے[67]۔

### 40. مولانا صلاح الدین یوسف (م۱۴۴۱ھ/۲۰۲۰م) کا مؤقف

زینت سے مراد وہ لباس اور زیورات ہیں جو عورتیں اپنے حسن میں اضافہ کے لیے پہنتی ہیں اور جن کے استعمال کی ترغیب انہیں اپنے شوہروں کے لیے دی گئی ہے۔ جب ایسے لباس اور زیورات کا اظہار غیر مردوں کے سامنے ممنوع ہے تو بدن کو عریاں یا ظاہر کرنا تو بدرجۂ اولیٰ حرام ہوگا۔ اس آیت میں اس زینت یا جسم کے اس حصے کی رعایت کی گئی ہے جس کا چھپانا عملاً ممکن نہیں، مثلاً کسی کو چیز دیتے یا لیتے وقت ہتھیلیوں کا یا دیکھنے کے دوران آنکھوں کا ظاہر ہونا۔ اس ضمن میں اگر ہاتھ میں انگوٹھی یا مہندی ہو، آنکھوں میں سرمہ یا کاجل لگا ہو یا زینت چھپانے کے لیے چادر اور برقع استعمال کیا جائے تو یہ بھی زینت میں شمار ہوتے ہیں، تاہم ان کا ظاہر ہونا ضرورت یا مجبوری کے موقع پر جائز ہے[68]۔

## تجزیہ و تقابل

علماء نے وضاحت کی ہے کہ زینت دو طرح کی ہے،ظاہری زینت یعنی لباس اور پوشیدہ زینت یعنی زیورات یا اور ان زیورات کے مواقع۔ یہی وہ آیت ہے جس کے تحت اکابر مفسرین، فقہاء اور محققین نے عورت کے چہرے اور ہاتھوں کی حدود ستر پر بحث کی اور مختلف آراء بیان کیں۔اس آیت میں زینت چھپانے کا حکم دیا گیا، پھر ﴿إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کہہ کر اس میں استثناء رکھا گیا۔اس استثناء کی تعبیر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔اہم فقہی تعبیرات دو نمایاں دھاروں میں تقسیم ہوتی ہیں:

**پہلی تعبیر**:اس کی پہلی تعبیر یہ ہے کہ ﴿إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد صرف کپڑے، چادر یا لباس مراد ہے۔اس گروہ کے نمایاں علماء و مفسرین میں حضرت عبداللہ ابن مسعود، ابراہیم النّخعی، عامر بن شعبی، حسن البصری ، امام ابنِ شہاب زہری ، ابن جریجؒ، ابن زیدؒ، امام ابنِ الجوزی، قاضی ابو یعلیٰ، امام ابن کثیر، قاضی ثناء اللہ مظہری،علامہ آلوسی، امام احمد مصطفیٰ المراغی، مولانا مودودی، مولانا ثناء اللہ امر تسری، پیر کرم شاہ الازہری اور مولانا صلاح الدین یوسف وغیرہ شامل ہیں۔

**دوسری تعبیر**﴿إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد چہرہ، دونوں ہاتھ اور ان دونوں میں پائی جانے والی زینت جیسے انگوٹھی، کنگن، سرمہ ،خضاب مراد ہے۔اس گروہ کے نمایاں علماء و مفسرین میں حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عباس،سعید بن جبیر، الضحاک بن مزاحم الہلالی، حسن البصری[69] ، عطاء بن ابی رباح ، عبدالرحمٰن بن عمرو الأوزاعی، امام طبریؒ، امام ابو بکر رازی جصاص حنفی ، ابنِ عطیہ اندلسی[70] ، ابنِ قدامہ المقدسی الحنبلی[71] ، امام قرطبیؒ[72] ،امام بیضاوی[73] ،علامہ خازن[74] ، علامہ ابو حیان الاندلسی[75] ، علامہ ابن تیمیہ[76] ،امام خازن[77] ، مولانا مفتی محمد شفیع[78] ، سیّد قطب شہید[79] ، مولانا امین احسن اصلاحی[80] ،اشرف علی تھانوی[81] اور مولانا ادریس کاندھلوی (م ۱۳۹۴ھ)[82] وغیرہ شامل ہیں۔

اس تمام بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ چہرے کے پردے کے بارے میں صحابہ، تابعین اور فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ عورت کا پورا بدن ستر ہے، مگر چہرہ اور ہاتھ عرف اور ضرورت کی بناء پر مستثنیٰ ہیں اور کھلے رہ سکتے ہیں، بشرطیکہ اظہارِ زینت یا شہوت کی نیت نہ ہو۔ اسی رائے کو جمہور فقہاء (احناف، شوافع، مالکیہ، بعض حنابلہ[83]) اور اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہے۔

## نتائج بحث

علماء کرام کی آراء میں اس آیت مبارکہ ﴿إلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے مفہوم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد صرف کپڑے، چادر یا لباس ہیں جو خود بخود ظاہر ہو جاتے ہیں۔جبکہ دوسری رائے کے مطابق یہاں چہرہ، دونوں ہاتھ اور ان

میں پائی جانے والی زینت جیسے انگوٹھی، کنگن، سرمہ اور خضاب بھی مراد ہیں۔ جمہور فقہاءاس بات پر متفق ہیں کہ چہرے اور ہاتھوں کا پردہ واجب نہیں ہے اور یہ ستر میں شامل نہیں کیونکہ نماز میں دونوں کو کھولا جاتا ہے۔

ان دونوں آراء میں مطابقت کی صورت یہی نکلتی ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کا کھلا رکھنا فی نفسہ عمومی اجازت نہیں، بلکہ صرف ضرورت اور عادت کی وجہ سے رخصت ہے۔ بلا ضرورت یا بلا مجبوری اس کا اظہار جائز نہیں۔ لفظ ﴿ مَا ظَهَرَ﴾ کے معنی خود بخود ظاہر ہو جانا ہیں، اور ظاہر ہونا اور ظاہر کرنا میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ قرآن میں جو اجازت دی گئی ہے، وہ صرف اسی حد تک ہے کہ اگر کچھ زینت خود بخود ظاہر ہو جائے تو معاف ہے، نہ کہ عورت خود جان بوجھ کر اپنی زینت یا چہرہ اور ہاتھ دوسروں کے سامنے ظاہر کرے۔

اگر کسی چیز کا چھپانا ناقابلِ عمل ہو یا شدید دشواری پیدا کرتا ہو، تو اس کا ظاہر ہونا شرعی اصول رفع حرج اور حاجت کے درجے میں داخل ہوتا ہے۔ اسی لیے چہرہ اور ہاتھوں کے بارے میں یہ عمومی رخصت تسلیم کی جاسکتی ہے کہ اگر عورت اپنی روزمرہ زندگی میں گھر سے نکلتی ہے یا معاشرتی و دینی ضروریات میں شریک ہوتی ہے تو بقدر ضرورت چہرہ اور ہاتھ کھول سکتی ہے۔

جیسا کہ بعض علماء کے نزدیک چہرہ اور ہاتھوں کا کھلا رکھنا مباح ہے۔ تاہم جب فتنہ یا بے حیائی کا غالب اندیشہ ہو، یا ان کا کھلا رکھنا معصیت و فساد کا سبب بن جائے، تو اصولِ سد ذرائع[84] کا تقاضا ہے کہ ان کو ڈھانپ لیا جائے تاکہ کسی حرام یا شرعی حکم کی پامالی کی طرف راستہ نہ کھلے۔ اس اصول کی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر عورت کے چہرے یا ہاتھوں کے ظاہر ہونے سے نگاہوں کی آلودگی پیدا ہو، فتنے کا اندیشہ ہو، یا معاشرتی بگاڑ کا سبب بنے، تو ایسی صورت میں ان کا کھلا رکھنا جائز نہ رہے گا بلکہ ان کو چھپانا واجب یا ضروری ہوگا۔

جتنے بھی علماء نے ﴿إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے چہرے اور ہاتھوں کے ظاہر ہونے کا مفہوم مراد لیا ہے، ان کی آراء میں دو بنیادی نکات مشترک ہیں: ایک یہ کہ چہرہ اور ہاتھ صرف ضرورت، حاجت یا اضطراری حالت میں ہی کھولے جائیں گے، اور دوسرا یہ کہ اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو ان کا چھپانے کے وجوب پر سب کا اتفاق ہے۔ اس استثنا کا تعلق عمومی پردے میں رخصت سے ہے، یعنی ان کو چھپانا افضل اور احوط ہے، لیکن حالات و ضرورت کے تحت کھلا رہ سکتا ہے۔ چہرہ اور ہاتھوں کے استثنا کا تعلق روزمرہ عادت مثلاً گھر میں کام کاج، لین دین اور ضرورت جیسے علاج، گواہی، شناخت سے ہے، اور یہ کوئی عام اجازت نہیں کہ عورت چہرہ اور ہاتھ اجنبیوں کے سامنے بلا ضرورت بے تکلف کھلا رکھے۔

ایک مومنہ عورت جو دل سے اللہ اور رسول کے احکام کی پابند ہے اور فتنوں سے بچنا چاہتی ہے، وہ اپنی ضرورت اور حالات کے لحاظ سے خود فیصلہ کر سکتی ہے کہ کب چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی ضرورت ہے اور کب نہیں، اور کس حد تک کھولنے یا چھپانے کی

حاجت ہے۔ اس معاملے میں شریعت نے کوئی قطعی حکم نہیں دیا، اور حالات و ضروریات کے اختلاف کی وجہ سے قطعی احکام دینا حکمت کے خلاف بھی ہوتا۔ اگر کوئی عورت اپنی ضروریات کے باعث باہر آتی جاتی ہے یا کام کاج کرتی ہے تو وہ بقدر ضرورت یا مجبوری چہرہ اور ہاتھ کھول سکتی ہے، لیکن جس عورت کو ایسی ضرورت پیش نہیں آتی اس کے لیے بلاوجہ جان بوجھ کر انہیں کھولنا درست نہیں۔

اس بات کی کوئی شرعی دلیل نہیں ملتی کہ عورت چہرہ اور ہاتھ کھول کر مردوں میں آزادانہ میل جول رکھے۔ اور یہی اصل میں مرد و عورت کے درمیان پردے کی حکمت اور حدود کو واضح کرتی ہے۔

قطع نظر اس اختلاف کے کہ ﴿إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد چہرہ اور ہاتھ ہیں یا صرف کپڑے اور چادر، اگر موجودہ حالات کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ آج کے دور میں اخلاقی انحطاط اور فتنہ و فساد اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ سوشل میڈیا، انٹرنیٹ، اور فحش مواد تک آسان رسائی نے کم عمر بچیوں حتیٰ کہ بچوں تک کو بے حیائی اور درندگی کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ایسے ماحول میں جہاں نظروں کی پاکیزگی خطرے میں پڑ جائے، وہاں چہرے اور ہاتھوں بالخصوص چہرے کا پردہ صرف ایک روایتی عمل نہیں بلکہ معاشرتی فساد سے حفاظت کی مضبوط ڈھال بن جاتا ہے۔ آج عورتوں کا لباس، بناؤ سنگھار اور طرزِ زندگی اس حد تک نمایاں اور بے باک ہو چکا ہے کہ ان کو دیکھ کر کر ایک باحیا اور مومنہ عورت کی نظریں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ اگر حجاب اور پردے کی اہمیت کو پسِ پشت ڈال دیا گیا تو نسلیں فتنوں کی لپیٹ میں آ جائیں گی۔

پردے کی یہی حکمت ہے کہ عورت اپنی عزت اور وقار کو محفوظ رکھ سکے اور شیطان کے وسوسے اور ہوس کے پجاریوں کی نگاہیں اس کی پاکیزگی کو آلودہ نہ کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام نے ایسے دور میں چہرے اور ہاتھوں کو بھی چھپانے کی تاکید کی جب فتنے کا اندیشہ غالب ہو، کیونکہ سد ذرائع اور مقاصد شریعت دونوں اسی احتیاط کا تقاضا کرتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ اس حقیقت کو سمجھا جائے اور عورتوں کو پردے کا پابند کیا جائے۔

## حوالہ جات

[1] النور، ۲۴: ۳۱۔

Al-Nūr, 24: 31.

[2] محولہ بالا۔

Ibid.

[3] ابی جعفر محمد بن جریر الطبری(م۳۱۰ھ)، الجامع البیان عن تاویل آی القرآن، تحقیق: الدکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، جلد ۱۷ (القاہرۃ: مرکز البحوث والدراسات العربیۃ والسلامیۃ بدار ہجر، ط۱، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱م)، ص ۲۵۶۔

Abū Jaʿfar Muḥammad ibn Jarīr al-Ṭabarī (d. 310 AH), *Al-Jāmiʿ al-bayān ʿan taʾwīl āy al-Qurʾān*, ed. ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muḥsin al-Turkī, vol. 17 (Cairo: Markaz al-Buḥūth wa-al-Dirāsāt al-ʿArabiyyah wa-al-Islāmiyyah, Dār Hajr, 1st ed., 1422 AH / 2001 CE), p. 256.

[4] محولہ بالا۔

Ibid.

[5] محولہ بالا، ۱۷: ۲۵۸۔

Ibid.,17:258.

[6] ابو الحجاج مجاہد بن جبر التابعی (م۱۰۴ھ)، تفسیر مجاهد، المحقق: الدکتور محمد عبد السلام ابو النیل (مصر: دار الفکر الاسلامی الحدیثۃ، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۱۰ھ-۱۹۸۹م)، ص ۴۹۱۔

Abū al-Ḥajjāj Mujāhid ibn Jabr al-Tābiʿī (d. 104 AH). *Tafsīr Mujāhid*. Edited by Muḥammad ʿAbd al-Salām Abū al-Nīl. 1st ed. (Miṣr: Dār al-Fikr al-Islāmī al-Ḥadīthah, 1410 AH/1989 CE), p. 491.

[7] الطبری، جامع البیان، ۱۷: ۲۶۰۔

Al-Ṭabarī, *Jāmiʿ al-bayān*, 17:260.

[8] محولہ بالا، ۱۷: ۲۵۸۔

Ibid., 17:258.

[9] محولہ بالا۔

Ibid.

[10] محولہ بالا، ۱۷: ۲۵۹۔

Ibid., 17:259.

[11] النور، ۲۴: ۳۱۔

Al-Nūr, 24:31

[12] الطبری، جامع البیان، ۱۷: ۲۵۸۔

Al-Ṭabarī, *Jāmiʿ al-bayān*, 17:258.

[13] محولہ بالا، د۱۷: ۲۵۷۔

Ibid., 17:257.

[14] محولہ بالا، ۱۷: ۲۶۰۔

Ibid., 17:260.

[15] عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس ابن ابی حاتم الرازی (م۳۲۷ھ)، تفسیر القرآن العظیم مسندا عن الرسول صلی الله علیه وسلم والصحابة والتابعين، تحقیق: اسعد محمد الطیّب، جلد ۸ (مکۃ المکرمۃ الریاض: مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۷م)، ص ۲۵۷۴۔

ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Idrīs Ibn Abī Ḥātim al-Rāzī (d. 327AH), *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm musnadan ʿan al-Rasūl ﷺ wa-al-Ṣaḥābah wa-al-Tābiʿīn*. Edited by Asʿad Muḥammad al-Ṭayyib, vol. 8 (Makkah al-Mukarramah and Riyadh: Maktabat Nizār Muṣṭafā al-Bāz, 1417 AH/1997 CE), P. 2574.

[16] الضحاک بن مزاحم الہلالیؒ کے سن وفات کے بارے میں مؤرخین و محدثین کے ہاں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، مگر زیادہ مشہور اور راجح روایت کے مطابق ان کا سن وفات ۱۰۵ھ ہے۔ بعض روایات میں ۱۰۲ھ یا ۱۰۶ھ بھی مذکور ہے، لیکن ۱۰۵ھ کو زیادہ معتبر مانا جاتا ہے۔

Regarding al-Ḍaḥḥāk ibn Muzāḥim al-Hilālī, scholars differ on his year of death. The most widely accepted view places it in 105 AH, though 102 AH and 106 AH are also reported.

[17] الطبری، جامع البیان، ۱۷:۲۶۱۔

Al-Ṭabarī, *Jāmiʿ al-bayān*, 17:261.

[18] محولہ بالا، ۱۷:۲۶۰۔

Ibid., 17:260.

[19] محولہ بالا، ۱۷:۲۵۷۔

Ibid., 17:257.

[20] محولہ بالا، ۱۷:۲۶۱۔

Ibid., 17:261

[21] محولہ بالا، ۱۷:۲۵۹۔

Ibid., 17:259.

[22] محولہ بالا۔

Ibid.

[23] محولہ بالا۔

Ibid.

[24] عبدالرزاق بن ہمام لصنعانی (م۲۱۱ھ)، تفسیر عبد الرزاق، جلد ۲ (بیروت لبنان: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹م)، ص ۴۳۵۔

ʿAbd al-Razzāq ibn Hammām al-Ṣanʿānī, *Tafsīr ʿAbd al-Razzāq*. (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH/1999 CE), 2:435.

[25] ابن ابی حاتم الرازی (م۳۲۷ھ)، تفسیر القرآن العظیم مسندا عن الرسول صلى الله عليه وسلم والصحابة والتابعين، ۸: ۲۵۷۴۔

Ibn Abī Ḥātim al-Rāzī, ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad (d. 327 AH), *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm musnadan ʿan al-Rasūl ﷺ wa-al-Ṣaḥābah wa-al-Tābiʿīn*, vol. 8, p. 2574.

[26] إبي الفداء اسماعیل ابن کثیر (م۷۷۴ھ)، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: سامی بن محمد السّلامة، جلد ۶ (المملكة السعودية العربية، الرياض: دار طيبية للنشر والتوريع، بیروت، البعة الثانية ۱۴۲۰ام-۱۹۹۹م)، ص ۴۵۔

Abū al-Fidāʾ Ismāʿīl ibn Ibn Kathīr, *Tafsīr Ibn Kathīr*, ed. Sāmī ibn Muḥammad al-Salāmah, vol. 6 (Riyadh: Dār Ṭayyibah li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 2nd ed., 1420 AH/1999 CE), p. 45.

[27] محمد بن یوسف اِبی حیّان الاندلسی (م ۷۴۵ھ)، البحر المحیط، تحقیق: الشیخ عادل احمد عبدالموجود، الشیخ علی محمد معوض، جلد ۸ (بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۳ھ۔ ۱۹۹۳م)، ص ۳۳۔
Muḥammad ibn Yūsuf Abū Ḥayyān al-Andalusī, (d. 745 AH), *Al-Baḥr al-Muḥīṭ*, ed. ʿĀdil Aḥmad ʿAbd al-Mawjūd and ʿAlī Muḥammad Muʿawwaḍ, vol. 8 (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1st ed., 1413 AH/1993 CE), p. 33.

[28] الطبری، جامع البیان، ۱۷:۲۶۱۔

Al-Ṭabarī, *Jāmiʿ al-bayān*, 17:261.

[29] محولہ بالا۔

Ibid.

[30] مفتی محمد شفیع (م۱۳۹۶ھ /۱۹۷۶ء)، معارف القرآن، جلد ۲ (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۱۴۲۹ھ–۲۰۰۸م)، ص ۴۰۲۔
muftī muḥammad shafīʿ, (d. 1396 ah/1976 ce), *maʿārif al-qurʾān*, vol. 2 (karachi: maktabat maʿārif al-qurʾān, 1429 ah/2008 ce), p. 402.

[31] الطبری، جامع البیان، ۱۷/۲۶۱، ۲۶۲۔

Al-Ṭabarī, *Jāmiʿ al-bayān*, 17:261,262.

[32] امام ابو بکر احمد بن علی الرازی المعروف جصاص (م ۳۷۰ھ) فقہ حنفی کے ممتاز مفسر، محدث اور اصولی تھے۔ آپ کی مشہور ترین تصنیف "احکام القرآن" ہے، جو فقہی تفسیر کی ایک عظیم الشان کتاب شمار ہوتی ہے۔ اس میں آپ نے قرآن کے احکام کی وضاحت کی اور دلائل کے ساتھ حنفی فقہ کے اصولوں کی روشنی میں آیاتِ احکام کی تفسیر پیش کی۔
Imam Abu Bakr Ahmad ibn ʻAli al-Razi, famously known as Al-Jassas (d. 370 AH), was a distinguished commentator, hadith scholar, and jurist of the Hanafi school. His most renowned work is *Ahkam al-Qur'an*, which is regarded as a monumental book of juridical exegesis. In it, he explained the Qur'anic rulings and presented the interpretation of the verses of rulings in the light of the principles of Hanafi jurisprudence, supported by evidence.
[33] اِحمد بن علی اِبو بکر الرازی الجصاص الحنفی (م ۳۷۰ھ)، احکام القرآن، تحقیق: محمد الصادق القمحاوی، جلد ۵ (بیروت-لبنان: داراحیاء التراث العربی، مؤسسۃ التاریخ العربی، ۱۴۱۲ھ- ۱۹۹۲م)، ص ۱۷۲، ۱۷۳۔
Aḥmad ibn ʿAlī Abū Bakr al-Rāzī Al-Jaṣṣāṣ Al-Ḥanafī (d. 370 AH), *Aḥkām al-Qurʾān*, ed. Muḥammad al-Ṣādiq al-Qamḥāwī, vol. 5 (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Muʾassasat al-Tārīkh al-ʿArabī, 1412 AH/1992 CE), pp. 172–173.

[34] یہاں "ہمارے اصحاب" سے مراد وہ علماء ہیں جو فقہِ حنفی سے تعلق رکھتے ہیں۔
Here, "our scholars" refers to those scholars who belong to the Hanafi School of jurisprudence.

[35] الجصاص (م ۳۷۰ھ)، احکام القرآن، ۵: ۱۷۳۔

Al-Jaṣṣāṣ, Al-Ḥanafī (d. 370 AH), *Aḥkām al-Qurʾān*, 5:173.

[36] عبدالحق بن عطیہ (رحمہ اللہ) کی وفات کے بارے میں مورخین کے بیانات مختلف ہیں، جن میں ۵۴۱، ۵۴۲ اور ۵۴۶ھ تین اہم آراء ہیں۔ سب سے قدیم اور قریبی حوالہ ابو حیان کا ہے، جس میں ۵۴۱ھ ذکر کیا گیا۔ ۵۴۲ھ اور ۵۴۶ھ کی روایات بعد کی کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض محققین نے انہیں اختیار کیا۔

Historians have mentioned different dates regarding the death of ‘Abd al-Haqq ibn ‘Atiyyah (rahimahullah), with 541 AH, 542 AH, and 546 AH being the three main views. The earliest and most reliable reference is by Abu Hayyan, who recorded the year as 541 AH. The reports of 542 AH and 546 AH appear in later works, and some researchers have adopted those dates.

[37] ابو محمد عبدالحق بن عطیۃ الأندلسی (م۵۴۱ھ)، المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، جلد۷ (دولۃ قطر: وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ إدارۃ الشؤون الإسلامیۃ، ۱۴۳۶ھ۔۲۰۱۵م)، ص۲۰۸۔

Abū Muḥammad ʿAbd al-Ḥaqq al-Andalusī Ibn ʿAṭiyyah, (d. 541 AH), *Al-Muḥarrar al-Wajīz fī Tafsīr al-Kitāb al-ʿAzīz*, vol. 7 (Qatar: Wizārat al-Awqāf wa-al-Shuʾūn al-Islāmiyyah, 1436 AH/2015 CE), p. 208.

[38] جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (م۵۹۷ھ)، زاد المسير في علم التفسير، المحقق: عبدالرزاق المہدی، جلد۶ (بیروت: المکتب الاسلامی، اطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳م)، ص۳۱۔

Jamāl al-Dīn Abū al-Faraj ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAlī Ibn al-Jawzī, (d. 597 AH), *Zād al-Masīr fī ʿIlm al-Tafsīr*, ed. ʿAbd al-Razzāq al-Mahdī, vol. 6 (Beirut: al-Maktab al-Islāmī, 2nd ed., 1403 AH/1983 CE), p. 31.

[39] قاضی ابو یعلیٰؒ حنبلی فقہ کے جلیل القدر قاضی، فقیہ، اصولی اور محدث ہیں۔آپ کو حنبلی مکتبِ فکر کا ایک عظیم مؤید اور شارح کہا جاتا ہے، جنہوں نے فقہ، اصولِ فقہ اور عقائد پر گراں قدر تصانیف چھوڑی ہیں۔ قاضی ابو یعلیٰ کی فقہی آراء اور اصولی مباحث آج بھی حنبلی فقہ کے طلباء اور محققین کے لیے مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

Qadi Abu Ya‘la (rahimahullah) was a highly esteemed judge, jurist, theoretician of Islamic law, and hadith scholar of the Hanbali school. He is regarded as a great supporter and expositor of the Hanbali tradition, leaving behind valuable works on jurisprudence, legal theory, and creed. His juristic opinions and theoretical discussions still serve as important references for students and researchers of Hanbali jurisprudence today.

[40] ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ (م ۶۲۰ھ)، المغنی، تحقیق: عبداللہ بن ابی محسن الترکی، عبدالفتاح محمد الحلو، جلد ۲ (الریاض: دار عالم الکتب، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۷م)، ص۳۲۶-۳۲۸۔

Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn Aḥmad ibn Muḥammad Ibn Qudāmah (d. 620 AH), *Al-Mughnī*, ed. ʿAbd Allāh ibn Abī Muḥsin al-Turkī and ʿAbd al-Fattāḥ Muḥammad al-Ḥulū, vol. 2 (Riyadh: Dār ʿĀlam al-Kutub, 1417 AH/1997 CE), pp. 326–328.

[41] امام قرطبیؒ فقہ مالکی کے نمایاں مفسر تھے۔آپ کی مشہور تفسیر الجامع لأحكام القرآن میں مالکی فقہ کی روشنی میں احکامِ شریعت کو بیان کیا گیا ہے۔اس تفسیر میں امام قرطبیؒ نے دیگر فقہی مکاتبِ فکر کے اقوال کا بھی ذکر کیا، لیکن ترجیح مالکی فقہ کو دی۔

Imam Al-Qurtubi (rahimahullah) was a prominent commentator of the Maliki School of jurisprudence. In his famous Tafsir *Al-Jami‘al Ahkam Al-Qur’and*, he explained the rulings of Shari‘ah in the light of Maliki fiqh. In this Tafsir, Imam Al-Qurtubi also mentioned the views of other schools of thought, but he gave preference to Maliki jurisprudence.

[42] علامہ ابنِ عطیہ کی تفصیلی رائے پیچھے گزر چکی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کو زینت چھپانے کا حکم ہے، اور جس زینت کو ظاہر کرنے کا استثناء بیان ہوا ہے وہ زینت ضرورت کے حکم کے ساتھ ہے جس کو ظاہر کیئے بغیر کوئی چارہ نہ ہو یا جو زینت ناگزیر طور پر بے اختیار ظاہر ہو جائے اور وہ معاف ہے۔

The detailed opinion of Allama Ibn ‘Atiyyah mentioned earlier can be summarized as follows: A woman is commanded to conceal her adornment, and the exception regarding adornment that may be shown applies only to the adornment which must be shown out of necessity, or that which becomes visible unintentionally and is therefore excused.

[43] إبي عبدالله محمد بن احمد بن إبي بكر القرطبیؒ (م۶۷۱ھ)، الجامع الاحكام القرآن، تحقیق: الدكتور عبدالله بن عبدالمحسن الترکی، جلد ۱۵ (بیروت-لبنان: مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولی ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶م) ص ۲۱۳۔

Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr Al-Qurṭubī (d. 671 AH), *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān*, ed. ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muḥsin al-Turkī, vol. 15 (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1st ed., 1427 AH/2006 CE), pp. 213–214.

[44] قرطبیؒ (م۶۷۱ھ)، الجامع الاحكام القرآن، ۱۵: ۲۱۴۔

Al-Qurṭubī (d. 671 AH), *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān*, 15:214.

[45] امام ناصر الدین بیضاویؒ فقہ شافعی کے نامور اور ممتاز مفسر شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی مشہور تفسیر "اِنوار التنزیل واِسرار التأویل" ہے جس میں امام بیضاویؒ نے شافعی فقہ کے اصولوں کی روشنی میں احکامِ شریعت کو بیان کیا ہے۔

Imam Nasir al-Din al-Baydawi (rahimahullah) is regarded as a renowned and distinguished commentator of the Shafi‘i school of jurisprudence. His famous Tafsir *Anwar al-Tanzil wa Asrar al-Ta’wil* explains the rulings of Shari‘ah in the light of Shafi‘i principles.

[46] آپ کے سنِ وفات کے بارے میں دو مشہور روایات ہیں ۶۸۵ھ اور بعض کتب میں ۶۹۱ھ کی روایت بھی ملتی ہے، لیکن اکثر مؤرخین اور سوانح نگاروں نے ۶۸۵ھ کو ترجیح دی ہے۔ یہ زیادہ مشہور اور معتبر رائے ہے۔

Regarding his year of death, two well-known reports exist: 685 AH and, in some sources, 691 AH. However, most historians and biographers prefer 685 AH, which is considered the more famous and reliable opinion.

[47] ناصر الدین إبي الخیر عبدالله بن عمر بن محمد البیضاوی (م۶۹۱ھ)، انوارالتنزیل و اسرارالتاویل، جلد ۴ (بیروت، لبنان: داراِحیاء التراث العربی مؤسسة التاریخ العربی، س ن)، ص: ۱۰۴، ۱۰۵۔

Nāṣir al-Dīn Abū al-Khayr ʿAbd Allāh ibn ʿUmar Al-Bayḍāwī (d. 691 AH), *Anwār al-Tanzīl wa-Asrār al-Taʾwīl*, vol. 4 (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Muʾassasat al-Tārīkh al-ʿArabī, n.d.), pp. 104–105.

[48] آپ کے سنِ وفات کے بارے میں زیادہ مشہور قول ۷۴۱ھ کا ہے۔ تاہم بعض مآخذ میں ان کا سنِ وفات ۷۲۵ھ بھی ذکر کیا گیا ہے، مگر جمہور اہلِ علم کے نزدیک ۷۴۱ھ ہی راجح ہے۔

As for the second scholar mentioned, the more widely accepted opinion regarding his year of death is 741 AH. However, some sources mention 725 AH, though the majority of scholars consider 741 AH to be the stronger view.

[49] علاء الدین علی بن محمد بن إبراهیم البغدادی الخازن (م۷۴۱ھ)، لباب التأويل في معاني التنزيل، تصحیح: محمد علی شاہین، جلد ۴ (بیروت: دارالکتب العلمیة، ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵م)، ص ۴۲۳۔

ʿAlāʾ al-Dīn ʿAlī ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm Al-Khāzin (d. 741 AH), *Lubāb al-Taʾwīl fī Maʿānī al-Tanzīl*, ed. Muḥammad ʿAlī Shāhīn, vol. 4 (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415 AH/1995 CE), p. 423.

[50] محولہ بالا۔

Ibid.

[51] ابی حیان الاندلسی (م۷۴۵ھ)، البحرالمحیط، جلد۶ (بیروت، لبنان: دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۲ھ۔ ۱۹۹۲م)، ص: ۴۱۲۔

Abū Ḥayyān al-Andalusī (d. 745 AH), *Al-Baḥr al-Muḥīṭ*, vol. 6 (Beirut: Dār al-Fikr, 1412 AH/1992 CE), p. 412.

[52] ابن کثیر (م۷۷۴ھ)، تفسیر ابن کثیر، ۶:۴۵۔

Ibn Kathīr, *Tafsīr Ibn Kathīr*, 6:45..

[53] القاضی محمد ثناء اللہ المظہری (م۱۲۲۵ھ) ، تفسیر المظهری، تحقیق: احمد عزّ و عنایۃ، جلد۶ ( بیروت، لبانا: داراحیاء التراث العربی، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴م)، ص۳۷۶۔

Alqāḍī Muḥammad Thanāʾ Allāh Al-Muẓharī (d. 1225 AH), *Tafsīr al-Muẓharī*, ed. Aḥmad ʿIzz and ʿInāyah, vol. 6 (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1425 AH/2004 CE), p. 376.

[54] محولہ بالا۔

Ibid.

[55] اِبی الفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ)، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم وا لسبع والمثانی، تحقیق: علی عبدالباری عطیۃ، جلد۹ (بیروت-لبنان: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۹۳م)، ص۳۳۵۔

Abū al-Faḍl Shihāb al-Dīn al-Sayyid Maḥmūd Al-Ālūsī (d. 1270 AH), *Rūḥ al-Maʿānī fī Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm wa-al-Sabʿ al-Mathānī*, ed. ʿAlī ʿAbd al-Bārī ʿAṭiyyah, vol. 9 (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415 AH/1993 CE), p. 335.

[56] صدیق بن حسن بن علی الحسینی القنوجی (۱۳۰۷ھ)، فتح البیان فی مقاصد القرآن، جلد۹( بیروت: المکتبۃ العضریۃ، ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۹۲م)، ص۲۰۴،۲۰۵۔

Ṣiddīq Ḥasan ibn ʿAlī al-Ḥusayn Al-Qannūjī (d. 1307 AH), *Fatḥ al-Bayān fī Maqāṣid al-Qurʾān*, vol. 9 (Beirut: al-Maktabah al-ʿUẓmiyyah, 1412 AH/1992 CE), pp. 204–205.

[57] اشرف علی تھانوی (م۱۴۱۸ھ)، ضیاء القرآن، جلد ۲، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن)، ص ۵۷۳۔

Ashraf ʿAlī Thānawī, *Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, vol. 2 (Lahore: Maktabat Raḥmāniyyah, n.d.), p. 573.

[58] احمد مصطفیٰ المراغی (م۱۳۷۱ھ)، تفسیر المراغی، جلد۱۶ (بیروت: داراحیاء التراث العربی)، ص۹۹۔

Aḥmad Muṣṭafā Al-Marāghī (d. 1371 AH), *Tafsīr al-Marāghī*, vol. 16 (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.), p. 99.

[59] ثناء اللہ امر تسری (م۱۳۴۷ھ)، تفسیر ثنائی، جلد ۲ (لاہور: مکتبہ قدّوسیہ، ۲۰۰۲م)، ص۳۴۸۔

Thanāʾ Allāh Amritsarī (d. 1437 AH), *Tafsīr Thanāʾī*, vol. 2 (Lahore: Maktabat Quddūsiyyah, 2002 CE), p. 348.

[60] سیّد قطب (۱۳۸۶ھ)، فی ظلال القرآن، جلد ۴ (القاھرۃ: دار الشروق، الطبعۃ الثانیۃ والثلاثون ۱۴۲۳ھ-۲۰۰۳م)، **ص ۲۵۱۲۔**

Sayyid Quṭb (d. 1386 AH), *Fī Ẓilāl al-Qurʾān*, vol. 4 (Cairo: Dār al-Shurūq, 32nd ed., 1423 AH/2003 CE), p. 2512.

[61] ادریس کاندھلوی (م ۱۴۳۷ھ)، معارف القرآن، جلد ۵ (سندھ- پاکستان: مکتبہ المعارف، طبع دوم ۱۴۲۲ھ)، ص ۴۱۹، ۴۲۰۔

Idrīs Kāndhlawī (d. 1437 AH), *Maʿārif al-Qurʾān*, vol. 5 (Sindh, Pakistan: Maktabat al-Maʿārif, 2nd ed., 1422 AH), pp. 419–420.

[62] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۶: ۴۰۱، ۴۰۲۔

Muftī Muḥammad Shafīʿ, *Maʿārif al-Qurʾān*, vol. 6, pp. 401–402.

[63] محولہ بالا، ۶: ۴۰۲۔

Ibid., 6:402.

[64] سید ابوالاعلیٰ مودودی (م ۱۹۷۹ء)، تفہیم القرآن، جلد ۳ (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، س.ن)، ص ۳۸۵۔

Sayyid Abū al-Aʿlā Mawdūdī (d. 1979 CE), *Tafhīm al-Qurʾān*, vol. 3 (Lahore: Idārah Tarjumān al-Qurʾān, n.d.), p. 385.

[65] پیر کرم شاہ الازہری (م ۱۴۱۸ھ)، ضیاء القرآن، جلد ۳ (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۱۹۹۵م)، ص ۳۱۷۔

Pīr Karīm Shāh al-Azharī (d. 1418 AH), *Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, vol. 3 (Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 1995 CE), p. 317.

[66] امین احسن اصلاحی (م ۱۴۱۸ھ)، تدبر قرآن، جلد ۵ (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، ۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹م)، ص ۳۹۷۔

Amīn Aḥsan Iṣlāḥī (d. 1418 AH), *Tadabbur-i-Qurʾān*, vol. 5 (Lahore: Fārān Foundation, 1430 AH/2009 CE), p. 397.

[67] غلام رسول سعیدی (م ۱۴۳۷ھ)، تبیان القرآن، جلد ۸ (لاہور: رومی پبلیکیشنز، البطع الثالث ۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵م)، ص ۱۳۰۔

Ghulām Rasūl Saʿīdī (d. 1437 AH), *Tibyān al-Qurʾān*, vol. 8 (Lahore: Rūmī Publications, 3rd ed., 1426 AH/2005 CE), p. 130.

[68] صلاح الدین یوسف (م ۱۴۳۴ھ/۲۰۲۰م)، احسن البیان، (السعودیہ: مجمع الملک فھد لطباعت المصحف الشریف، س.ن)، ص ۹۷۴۔

Ṣalāḥ al-Dīn Yūsuf (d. 1434 AH/2020 CE), *Aḥsan al-Bayān* (Saudi Arabia: King Fahd Complex for the Printing of the Holy Qurʾān, n.d.), p. 974.

[69] ان سے دو قول مروی ہیں ایک میں کپڑے مراد ہیں اور دوسرے میں چہرہ بیان ہوا ہے۔

Two opinions are narrated from them: in one, clothing is meant, and in the other, the face is mentioned.

[70] عورت کے لیے چہرہ اور زینت کا چھپانا بہتر، محتاط اور فتنے سے بچنے کا ذریعہ ہے اور صرف وہی ظاہر کرے جو مجبوری یا ناگزیر حالت کی وجہ سے ظاہر ہو جائے۔

For a woman, covering the face and adornment is better, more cautious, and a means of protection from temptation, and she should only reveal what becomes visible due to necessity or an unavoidable situation.

[71] صرف چہرہ مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا پردہ ترک کرنا کسی ضرورت کی بنا پر ہے۔

Only the face is excepted because leaving its covering is based on some necessity.

[72] عورت کے لیے چہرہ اور زینت کا چھپانا بہتر، محتاط اور فتنے سے بچنے کا ذریعہ ہے اور صرف وہی ظاہر کرے جو مجبوری یا ناگزیر حالت کی وجہ سے ظاہر ہو جائے۔

For a woman, covering the face and adornment is better, more cautious, and a means of protection from temptation, and she should only reveal what becomes visible due to necessity or an unavoidable situation.

[73] عورت کے تمام جسم کو دیکھنا ممنوع ہے سوائے مجبوری جیسے علاج یا گواہی کے۔
It is forbidden to look at any part of a woman's body except in cases of necessity, such as for medical treatment or testimony.

[74] جو زینت از خود ظاہر ہو، اس پر غیر محرموں کے لیے نظر ڈالنا جائز ہے، مگر صرف بوقتِ ضرورت جیسے گواہی دینا، بشر طیکہ فتنے یا شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔
As for adornment that is inherently visible, it is permissible for non-mahram to look at it, but only in situations of need, such as giving testimony, on condition that there is no fear of temptation or desire.

[75] اصل حکم عورت کی تمام زینت چھپانا ہے، صرف وہی حصے (چہرہ، ہاتھ) ضرورت یا مشقت کی بنا پر مستثنیٰ ہیں جو عادتاً ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ضرورت یا مجبوری کی صورت میں استثناء دیا گیا ہے۔
The basic ruling is that a woman must cover all her adornment, and only those parts (face, hands) are excepted due to necessity or hardship, which customarily become exposed. The exemption is given only in cases of necessity or compulsion.

[76] ان کے نزدیک بغیر شہوت کے عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے۔

According to him, it is permissible to look at a woman's face and hands provided there is no lust.

[77] آپ نے چہرے اور ہاتھوں کے استثناء کو ضرورت کے ساتھ مشروط کیا نیز بشر طیکہ فتنے یا شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔
He have made the exemption of the face and hands conditional upon necessity, and also on condition that there is no fear of temptation or desire.

[78] فتنہ کا خدشہ ہو تو عورت کے لیے چہرے اور ہاتھوں کو کھولنا جائز نہیں۔
If there is a risk of temptation, then it is not permissible for a woman to uncover her face and hands.

[79] ان کے نزدیک چہرہ اور ہاتھ کھولنا جائز ہے بشر طیکہ اس سے شہوت نہ بھڑکے۔
According to him, it is permissible for a woman to uncover her face and hands, provided this does not arouse desire.

[80] جو زینت خود بخود عادتاً یا ضرورتاً ظاہر ہوتی ہے جس کا چھپانا ہمیشہ ممکن نہیں۔
This refers to adornment that is habitually or necessarily exposed, which it is not always possible to conceal.

81 ضرورت کی بناء پر مستثنی (معاف) قرار دیا گیا ہے۔
It is considered exempt on the basis of necessity.

82 یہ استثنا عورت کی روزمرہ ضروریات اور مشقت سے بچانے کے لیے ہے، نہ کہ چہرہ اور ہاتھ اجنبی مردوں کے سامنے بے تکلف ظاہر کرنے کی اجازت۔
This exemption is intended to ease a woman’s daily needs and prevent hardship, and not as permission to casually expose the face and hands in front of non-mahram men.

83 حنبلی فقہ میں دونوں آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض علماء جیسے امام ابنِ الجوزی (م ۵۹۷ھ) اور قاضی ابو یعلیٰ کے نزدیک صرف لباس یعنی کپڑے مراد ہیں اور قاضی ابو یعلیٰ نے اسی قول کو امام احمد بن حنبل سے بھی منسوب کیا ہے۔آپ نے عورت کے جسم کا ہر حصہ یہاں تک کہ ناخن کو بھی عورت قرار دیا اور امام ابن جوزی نے بھی اسی مؤقف کو درست ترین قرار دیا ہے۔اور بعض حنابلہ جیسے ابنِ قدامہ المقدسی الحنبلی (م ۵۹۷ھ) کے نزدیک یہاں ہاتھوں اور چہرے کا استثنا مراد ہے۔
In Hanbali fiqh, both opinions are found. Some scholars – such as Imam Ibn al-Jawzi (d. 597 AH) and Qadi Abu Ya‘la – hold that only clothing is meant, and Qadi Abu Ya‘la even attributed this view to Imam Ahmad ibn Hanbal. According to them, every part of a woman’s body, even the fingernails, is considered ‘awrah, and Imam Ibn al-Jawzi also regarded this opinion as the most correct. On the other hand, some Hanbali scholars, such as Ibn Qudamah al-Maqdisi al-Hanbali (d. 597 AH), hold that what is meant here is the exception of the face and hands.

84 اصولِ سد ذرائع سے مراد یہ ہے کہ ایسے تمام ذرائع اور اسباب کو روک دیا جائے جو بظاہر جائز اور درست ہوں، لیکن ان کے نتیجے میں وہ امور پیدا ہونے کا خطرہ ہو جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے، یا ان کے ذریعے شرعی احکام کو ترک کرنے کی راہ ہموار ہوتی ہو۔ فقہاء کے نزدیک سد ذرائع کا مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ قول یا عمل جو اپنی اصل میں مباح ہو لیکن اس کے انجام دینے سے کسی حرام یا فساد تک پہنچنے کا اندیشہ ہو، تو ایسے عمل کو ترک کرنا ضروری ہوگا۔
The principle of blocking the means (sadd al-dhara’i‘) means that all those means and causes that are, in themselves, permissible and lawful, are nevertheless blocked if they are likely to lead to matters that the Shari‘ah has prohibited, or if they open the way to neglecting the commands of the Shari‘ah. According to the jurists, the meaning of sadd al-dhara’i‘ is that any word or action which is originally permissible, but by doing it there is a fear of leading to something forbidden or corrupt, then it becomes necessary to abandon that action.